NEW CONSTITUTION
OF THE
INDIAN UNION.

(Approved as Text book for the High School and Intermediate Examination of the Aligarh Muslim University).

جمہوریہ ہند
کے
دستور اساسی کا خاکہ

Published By :—

EDUCATIONAL BOOK HOUSE,
CIVIL LINES, SHAMSHAD BUILDING,
ALIGARH, U. P. (INDIA).

جمہوریہ ہند کے
دستور اساسی کا خاکہ

(جو ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء سے ہندوستان میں نافذ کیا گیا)

منظور شدہ

برائے جماعت ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

از

محمد ہاشم قدوائی صاحب - ایم - اے، بی - اے (آنرز)
لیکچرار شعبۂ پولیٹکل سائنس
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ناشر

ایجوکیشنل بک ہاؤس

قیمت ۸/

سول لائن۔ شمشاد بلڈنگ۔ علی گڑھ۔ یو۔پی (انڈیا)

تعارف

۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء سے جو آئین ہندوستان میں نافذ کیا گیا ہے
اس مضمون میں اس کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء
کو دنیا میں ایک نئی جمہوریہ (یعنی ہندوستان) کا قیام عمل میں آیا۔
یہ وہ دن ہے ۲۰ سال قبل ہندوستان کے عوام نے مہاتما گاندھی کی
قیادت میں مکمل آزادی حاصل کرنے کا عزم کیا تھا۔

نئے آئین کے تحت ہند ایک پورے اختیار والی عوامی جمہوریہ ہے
تمہید میں یہ غیر مبہم الفاظ میں کہا گیا ہے کہ انصاف، آزادی، برابری اور
بھائی چارہ آئین کے مقاصد ہیں۔ آئین کا خاص پہلو یہ ہے کہ فیڈریشن
ہونے کے باوجود اس کا مقصد یونین کے استحکام کے لئے تمام بنیادی
معاملات میں یکسانیت رکھتا ہے۔ آئین کے تحت نظام عدالت، ضابطہ
دیوانی، فوجداری اور خاصکر کل ہند ملازمتوں کے بارے میں ایک سے
قوانین ہیں۔ آئین کے تحت یونین ناقابل تقسیم ہے اور کوئی بھی ریاست
یونین سے نہ الگ ہو سکتی ہے اور نہ ہی اپنا آئین مرتب کر سکتی ہے۔
آئین کا ایک اور خاص پہلو یہ ہے کہ یہ حالات کے تقاضے کے مطابق وحدت
پسند اور فیڈرل بھی ہو سکتا ہے۔ عام حالات میں حکومت فیڈرل طریقے

سے کام کرے گی۔ لیکن جنگ یا دوسرے ہنگامی حالات میں پورا ملک ایک واحدہ کی صورت اختیار کرے گا۔

نئے آئین کے تحت حالانکہ رئیس حکومت کو President یعنی صدر کہا جائے گا۔ لیکن حکومت کی بنیاد امریکی طرز پر نہیں۔ بلکہ پارلیمانی طرز کی جمہوریت پر رکھی گئی ہے۔ اسطرح صدر اپنے عاملانہ اختیار وزیروں کے مشورے سے استعمال کرے گا۔ یہ وزیر پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ اور چونکہ پارلیمنٹ کے ارکان بالغ حق رائے دہندگی کی بنیاد پر منتخب ہوں گے۔ اس لئے بالآخر عوام حکومت کے لئے ذمہ دار ہوں گے۔ پارلیمانی طرز کی ذمہ دار حکومت کا اصول اس تجربے کو پیش نظر رکھ کر تسلیم کیا گیا ہے جو متعدد برسوں تک ہندوستان کے صوبوں میں اس طرز کی حکومت رائج ہونے سے حاصل کیا گیا ہے۔

ہند کا نیا آئین دنیا کی تاریخ میں ایک نیا تجربہ ہے۔ یہ آئین چھوت چھات اور مذہبی امتیاز کے خاتمہ کی ضمانت ہے۔ اس کی رو سے ہر شخص کو مذہب و ملت اور ذات کے لحاظ کے بغیر ایک جیسے حقوق حاصل ہوئے ہیں۔ اس نے ریاستوں کی مطلق العنانی ختم کر دی ہے۔ عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دینے کی گارنٹی دی ہے۔ اب ہر شخص تحریر اور تقریر کے معاملہ میں آزاد ہے۔ یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ چونکہ عوام کی اکثریت اَن پڑھ ہے۔ اسلئے وہ اپنے ووٹ کا صحیح استعمال نہیں کرے گی۔ ممکن ہے کچھ لوگ مختلف سیاسی جماعتوں کے زیر اثر آجائیں لیکن یہ حالت پڑھے لکھے

لوگوں کے معاملے میں بھی پیش آسکتی ہے۔

مرکز کے اختیارات پر نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہنگامی حالات پیدا ہو جائیں تو کیا مرکز کو ایسے اختیارات دیئے بغیر گذارہ بھی کر سکتے ہیں جو لوگ اس کے خلاف ہیں وہ دراصل واقع کے متعلق واضح رائے نہیں رکھتے۔ یہ امر غیر ممکن نہیں کہ عمل کے وقت دستور میں ترمیم کی ضرورت کبھی پیش نہ آئے۔ اگر سارے دستور کو غیر ممکن قرار دیا جائے تو بھی اس پر شرمندہ ہونے کا کوئی مقام نہیں اگر ایک بچہ بڑا ہو جائے تو اس کے کپڑے قدرتی طور پر چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

اتنے بڑے ملک کی آزادی کے لئے جہاں انگریز کے حمایتوں کی تعداد انگریزی فوج سے بھی زائد ہو اور جہاں فرقہ واریت کا بھی شباب ہو اس کی آزادی کے لئے بیس پچیس سال کیا ہوتے ہیں۔ اس عرصہ میں صرف چند بڈھے مر گئے کچھ نوجوان بوڑھے ہو گئے اور کچھ بچے جوان ہو گئے اس کے علاوہ اور کتنے دن خرچ ہوئے۔

فہرست مضامین



۷۸۶

جمہوریۂ ہند کے دستور اساسی کا خاکہ

حصۂ اوّل

باب اوّل

جمہوریۂ ہند کے جدید دستور کی مختصر تاریخ

جدید دستور اساسی کو ہند کی دستور ساز (Constituent Assembly) اسمبلی نے دو سال گیارہ مہینہ اور اٹھارہ دن کی بحث اور مباحثے کے بعد منظور کیا۔ اس کے بنانے اور مرتب کرنے میں تمام تر ہندوستانیوں ہی کا ہاتھ رہا۔ یہ دستور اپنی تشکیل میں کسی غیر ملکی طاقت یا قوت کا مرہون منت نہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ (.U. S. A) آسٹریلیا، کناڈا، جنوبی افریقہ، فرانس، غرض کہ اکثر و بیشتر جمہوری ملکوں کا دستور (Constitution) دستور ساز اسمبلیوں (Constituent Assemblies) ہی نے مرتب کیا۔ مگر ہند کی دستور ساز اسمبلی (Constituent - Assembly) کو ایک خاص چیز دوسری اسمبلیوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس اسمبلی کی تشکیل برٹش کیبنٹ مشن پلان (British Cabinet Mission Plan.) مئی ۱۹۴۶ء کے ماتحت عمل میں آئی۔ ۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات

پس منتخبہ صوبہ جاتی (Provincial) اسمبلیوں نے دستور ساز اسمبلی کے ممبران کو منتخب کیا۔ اس طرح سے یہ دستور ساز اسمبلی براہِ راست یا (Directly) ہندوستانی عوام کی منتخب کردہ جماعت نہ تھی اور نہ کیبنٹ مشن پلان کے ماتحت یہ ایک با اختیار اور باقاعدہ جماعت (Soveregin Body) تھی۔ اس اسکیم کے ماتحت مرکزی حکومت کا دائرہ عمل صرف دفاع (Defence)، امور خارجہ (Foreign Affairs) اور مواصلات یا (Communications) ہی تک محدود تھا۔ پھر اس اسمبلی کا منظور کردہ دستور یا (Constitution) اس وقت تک نافذ نہیں کیا جا سکتا تھا جب تک کہ برطانوی پارلیمنٹ اسے منظور نہ کر لے۔ اس منظوری کے لئے ضروری تھا کہ کانسٹی ٹیوشن میں اقلیتوں اور مخصوص مفاد یا Vested Interests والے گروہوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے جن کا تحفظ کرنا برطانوی حکومت کی مخصوص ذمہ داری تھی اور برطانوی حکومت اور ہندوستان کی مرکزی حکومت کے مابین مشترک امور میں معاہدہ ہو جائے۔ لیکن ہندوستان کی سیاسی صورت حال نے کچھ ایسا پلٹا کھایا اور بعض ایسے واقعات رونما ہوئے کہ ہندوستان کے دستوری مسئلہ Constitutional Problems نے ایک بالکل ہی مختلف صورت اختیار کر لی۔

کیبنٹ مشن پلان کی مجوزہ جبریہ گروہ بندی یا Compulsory Grouping کے مسئلے پر کانگریس اور مسلم لیگ اختلاف اتنا زیادہ بڑھا کہ لیگ نے کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کی کارروائیوں میں حصہ

لینے سے انکار کر دیا اس فضا میں اسمبلی کا پہلا اجلاس ۹ دسمبر ۱۹۴۶ء
کو نئی دہلی میں منعقد ہوا جس میں سوائے لیگ کے نمائندوں کے بقیہ
سب ممبروں نے شرکت کی۔ اس اجلاس نے ڈاکٹر راجندر پرشاد کو
اسمبلی کا مستقل صدر منتخب کیا۔ لیگ اور کانگریس کے باہمی اختلافات نے
اس قدر شدت اختیار کی کہ بالآخر برطانوی حکومت کو ہندوستان کے
آئینی مسئلے یا (Constitutional Problem) پر نظر ثانی کرنی پڑی اور
۳ جون ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے ہند نے برطانوی حکومت
کی منظوری کے بعد ایک نئی پلان کا اعلان کیا جس نے کیبنٹ مشن پلان کی
جگہ لی اور جسے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں جماعتوں نے منظور کر لیا۔
اس اسکیم کے ماتحت ہندوستان کو ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے انڈین یونین
اور پاکستان (یا تقسیم شدہ یا مسلم اکثریت والے اضلاع پنجاب اور
بنگال، اور صوبہ سرحد، برطانوی بلوچستان اور سندھ پر مشتمل
دو ولایتوں (Dominions) میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہند کی دستور ساز
اسمبلی کو انڈین یونین کی دستور ساز یا کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی مان لیا گیا۔ اس
میں مشرقی پنجاب اور مغربی بنگال کے نمائندے بھی شریک ہوئے
اس پلان نے ہند کی دستور ساز اسمبلی کو پورے طور سے ایک
با اقتدار و با اختیار جماعت یا (Sovereign.) کی صورت
میں تبدیل کر دیا۔ اب اسے پورا حق حاصل ہو گیا کہ ہندوستان
کے لئے جس قسم کا چاہے دستور یا کانسٹی ٹیوشن مرتب کرے کسی
غیر ملکی یا بیرونی جماعت مثل برطانوی پارلیمنٹ کی منظوری کی مطلق
ضرورت نہ رہی دوسرا بڑا فائدہ اس نئے پلان سے یہ ہوا کہ ایک

محدود اور کمزور مرکز (Centre) کی جگہ ایک مضبوط اور پہلے
سے کہیں زیادہ وسیع الاختیار اور مضبوط مرکز نے لے لی۔ مزید برآں
Indian Independence ہندوستان کی آزادی کا ایکٹ یا
Act of 1947 کے ماتحت دستور ساز اسمبلی کو اس کا بھی حق دیا
گیا کہ اگر وہ چاہے تو برطانوی دولت مشترکہ یا (British-
Commonwealth of Nations سے الگ ہونے کا بھی
فیصلہ کر سکتی ہے۔

دستور ساز اسمبلی نے اپنے ابتدائی جلسوں میں قرار داد مقاصد
یا Objective Resolution منظور کی جس سے جدید
دستور اساسی (Constitution) کے ڈھانچہ (Structure)
کی بنیاد پڑی۔ اس کی رو سے آزاد اور خود مختار جمہوریۂ ہند
(Sovereign Democratic Indian Republic.) اور
اس کی تمام وحدتوں (Units) یا صوبوں کی حکومتوں کی سارے
اقتدار اور اختیار کا سرچشمہ ہندوستانی عوام یا جنتا قرار پائے
نیز یہ کہ اب ہندوستان میں ایک ایسے نظام حکومت کا دور دورہ
ہوگا کہ جس میں ہر ایک کو سماجی (Social) اقتصادی یا معاشی
(Economic) اور سیاسی (Political) برابری یا مساوات
حاصل ہوگی اور یہاں کے ہر رہنے والے اور بسنے والے کو آزادی
رائے (Freedom of Opinion) آزادی خیال (Freedom-
of Thought.) آزادی ضمیر (Freedom of Conscience)
اور آزادی مذہب حاصل ہوگی اور ہر ایک کو قانون کے سامنے برابر

سمجھا جائے گا۔ اس قرار داد نے اس کا بھی وعدہ کیا اقلیتوں، پسماندہ (Backward) اور قبائلی علاقوں (Tribal Areas) کے لئے مناسب تحفظات (Safeguards) کانسٹی ٹیوشن میں رکھے جائیں گے جمہوریۂ ہند کی آزادی کو قائم اور برقرار رکھنے کی پوری کوشش کیجائیگی تاکہ وہ دنیا کی آزاد، ترقی یافتہ اور متمدن قوموں کے دوش بدوش دنیا میں امن اور امان قائم رکھنے اور بہبودی عامہ کو ترقی دینے میں پورا پورا حصہ لے سکے۔ اس کے علاوہ اسمبلی نے یونین یا مرکزی حکومت کے اختیارات، وحدتوں (Units) یا صوبوں کے دستور ہائے اساسی (Constitution) بنیادی حقوق (Fundamental Rights) اقلیتوں کے حقوق (Minority Rights) چیف کمشنروں کے صوبوں، مرکز اور ریاستوں (States) کے درمیان مالی (Financial) تعلقات اور قبائلی علاقوں (Tribal Areas) کے مسئلوں کے متعلق سب کمیٹیاں مقرر کیں جنہوں نے ان مسئلوں پر غور کرنے کے بعد اسمبلی کے سامنے اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ ان رپورٹوں نے کانسٹی ٹیوشن کیلئے مواد اور مسالہ فراہم کیا لیکن اسے یعنی دستور کو آخری شکل Drafting یا مسودہ مرتب کرنے والی کمیٹی نے دی اس کے چیرمین ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیدکر وزیر قانون حکومت ہند تھے اس کمیٹی کے دوسرے ممبروں میں سر گوپال سوامی آئنگر وزیر ریلوے جمہوریہ ہند، مسٹر الادی کرشن سوامی آئر، سر سید محمد اسعد اللہ، مسٹر کے۔ ایم۔ منشی، مسٹر ٹی کرشنام چاری اور سر بی۔ ایل متر تھے۔ اس کمیٹی نے آٹھ مہینے کے بعد اپنا مرتب کردہ

مسودہ یا ڈرافٹ کانسٹی ٹیوشن اسمبلی کے سامنے پیش کیا - اس کی ایک ایک دفعہ (Article) پر بحث و مباحثہ ہوا اس پر اسمبلی نے ۱۱۴ دن صرف کیئے بالآخر ۲۶ نومبر سنہ ۱۹۴۹ء کو کانسٹی ٹیوشن منظور کرلیا گیا - ممبروں کی دلچسپی کا اندازہ صرف اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ کل ۷۶۳۵ ترمیموں کا نوٹس دیا گیا اور ۲۴۷۳ پیش کی گئیں -

—— ۱۵۵۱ ——

دوسرا باب

دستور کی چند خصوصیتیں

جمہوریہ ہند کے دستور اساسی میں ۳۹۵ دفعات یا (Articles) اور ۸ شیڈول (Schedules) ہیں اس اعتبار سے یہ دنیا کا سب سے لمبا یا طویل ترین دستور اساسی ہے - ذیل کے نقشے سے یہ بات واضح ہو جائے گی -

نام ملک	دستور (Constitution) کی کل دفعات (Articles)
۱- کناڈا (Canada) ۲- آسٹریلیا (Australia) ۳- یونین آف جنوبی افریقہ (Union of South Africa)	۱۴۷ ۱۲۸ ۱۵۳

۴- آئرستان (Eire)	۶۳
۵- ریاست ہائے متحدہ امریکہ (United States of America)	۲۱+۷ ترمیمیں
۶- سوویٹ روس یونین (U.S.S.R.)	۱۴۶
۷- سوئٹزرلینڈ (Switzerland)	۱۲۳
۸- ویمار جمہوریہ جرمنی ۱۹۱۹ء (Weimar Republic)	۱۸۱

جدید دستور ہر اعتبار سے ایک مکمّل دستاویز ہے۔ ایک نوزائیدہ اسٹیٹ (State) کو شروع میں بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جمہوریہ ہند بھی ایک ایسی ہی اسٹیٹ ہے اس لئے ان تمام مشکلوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دستور نے دفعات رکھی ہیں۔ تاکہ اسٹیٹ کا کام آسانی سے چلایا جا سکے۔

دستور کو مرتب کرنے والوں نے دوسرے جمہوری ملکوں کے دستور ہائے اساسی (Constitutions) کو اپنے سامنے رکھا۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء اور ویمار جمہوریہ (Weimar Republic) یا جرمنی مابعد ۱۹۱۸ء سے خاص طور سے بہت کچھ لیا ہے اور اسے کانسٹی ٹیوشن میں جگہ دی ہے۔ صدر کے مخصوص اور ہنگامی اختیارات (Emergency Powers) ویمار جمہوریہ کے کانسٹی ٹیوشن کا چربہ ہیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی تو بہت سی دفعات کو تقریباً لفظ بلفظ اس دستور میں جگہ دی گئی ہے

آئرستان Eire اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے کانسٹی ٹیوشن سے بھی کچھ چیزیں لی گئی ہیں۔

Sovereignty یا اقتدار اعلیٰ

دستور نے ہندوستانی جمہور یا People کو سرچشمہ اقتدار یا (Sovereign) مانا ہے اس کو صاف اور صریح لفظوں میں دستور کی تمہید یا (Preamble) میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کی رُو سے سارا اختیار ہندوستانی عوام کو حاصل ہے اور ہندوستان ایک باقتدار عوامی جمہوریہ —Sovereign Democratic Republic ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار بلا امتیاز و تخصیص مذہب و ملت، جنس، رنگ یا ذات ہر بالغ کو رائے دینے کا حق دیا گیا ہے اور ایک پارلیمنٹری جمہوری حکومت کا قیام عمل میں آیا ہے جس میں ساری قوت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ یہ پارلیمنٹری جمہوریت آبادی کے اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی پارلیمنٹری جمہوریت ہوگی۔ ۱۶ کروڑ انسانوں کو دستور کی رُو سے رائے دینے کا حق دیا گیا ہے۔

غیر مذہبی جمہوریت Secular Democracy

دستور کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی رُو سے ہندوستان میں غیر مذہبی جمہوریت (Secular Democracy) قائم کی گئی ہے اور ہندوستان کے تمام باشندے بلا امتیاز یا تفریق یا تخصیص مذہب و ملت ایک مشترک شہریت (Common Citizenship) میں منسلک کر دئے گئے ہیں۔

ہر ہندوستانی کو اسٹیٹ کی خدمات سے متمتع ہونے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ مذہب کی بنا پر کسی کو کسی دوسرے پر ترجیح نہیں دی جائے گی۔ حکومت کسی مخصوص مذہبی فرقہ کے ساتھ امتیازی یا ترجیحی سلوک نہ کرے گی۔ ہر فرقہ کو مذہبی فرائض کی بجا آوری کی پوری آزادی حاصل ہوگی۔

وفاقی ڈھانچہ Federal Structure

جمہوریہ ہند کا دستور

وفاقی (Federal) ہے اس میں وفاقی دستور (Federal-Constitution) کی جملہ خصوصیتیں موجود ہیں مثلاً یہ ایک لکھی ہوئی (Written) دستاویز ہے جس میں مرکز (Centre) اور وحدتوں (Units) یا ریاستوں (States) کے دائرہ ہائے عمل یا اختیارات کی تصریح کر دی گئی ہے۔ ایک آزاد اور غیر جانب دار عدلیہ (Judiciary) بھی موجود ہے جو دستور کی تعبیر و تشریح (Interpretation) کرے گی اور مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختلافی امور کا فیصلہ کرے گی لیکن ہند کا دستور ریاست ہائے متحدہ امریکہ (U.S.A.) کے دستور کی طرح سے نہیں ہے۔ امریکن وفاق (Federation) میں ریاستوں کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری (Autonomy) دی گئی ہے ہند کے دستور کی رو سے اختیارات باقی (Reco-duary Powers) یا دہ اختیارات جن کی تصریح متوازی (Concurred) فہرست یا ریاستی امور کی فہرست

(States List) میں نہیں کی گئی ہے۔ یونین یا مرکز کو حاصل ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ مرکز کو اس کا اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ ریاستوں کو اہم مسئلوں میں مشترک اور یکساں (Uniform) پالیسی اختیار کرنے پر مجبور کرے۔

ہندوستانی فیڈریشن خاصا لچک دار ہے ہنگامی صورتوں (Emergencies) میں مرکز ریاستوں کے تمام اختیارات خود اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔

دستور کی لچک یا Flexibility

ایک اچھے دستور (Constitution) کی خصوصیت ہے کہ اس میں حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے اور بدلنے کی صلاحیت موجود ہو۔ ہمارے دستور میں یہ خصوصیت بدرجہ اُتم موجود ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ، اور آسٹریلیا کے دستور ہائے اساسی (Constitution) کے ترمیم کرنے میں گوناگون پیچیدگیوں اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کا پورا اندازہ ہندوستانی دستور کے مرتب کرنے والوں کو تھا۔ لہٰذا دستور میں ترمیم کرنے یا اسے بدلنے کے لئے ایک آسان اور سیدھا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

دستور میں ترمیم

دستور میں جملہ دفعات یا (Articles) کی تین بڑی تقسیمیں کی گئی ہیں۔ ایک میں مرکزی اور ریاستی عدالتوں، یونین یا مرکز کے عاملانہ اختیارات (Executive Powers) کا پھیلاؤ یا وسعت یونین اور ریاستوں

کے باہمی تعلقات، یونین، ریاستی اور متوازی (Concurrent) فہرستوں، پارلیمنٹ میں ریاستی نمائندوں اور صدر جمہوریہ یا (President of Republic) کے الکشن کا بیان ہے۔
دوسری تقسیم کے ماتحت بقیہ دفعات (Articles) کی بڑی تعداد کو رکھا گیا ہے۔ پہلی تقسیم کے ماتحت دفعات میں کسی قسم کی تبدیلی یا ترمیم تب ہی ہو سکتی ہے کہ پارلیمنٹ میں دو تہائی اکثریت سے پاس ہو جانے کے بعد شیڈول A اور B میں مندرجہ ریاستوں کی کم سے کم آدھی قانون ساز جماعتیں (Legis-latures) ان ترمیموں کو منظور کر لیں۔ دوسری تقسیم کے ماتحت دفعات (Articles) کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں (Houses) کے حاضر اور ووٹ دینے والے ممبروں کی دو تہائی اکثریت تبدیل کر سکتی ہے۔ بقیہ دفعات میں جو تیسری تقسیم میں آتے ہیں معمولی طریقے سے ردو بدل کیا جا سکتا ہے۔ یعنی پارلیمنٹ کی محض کثرت رائے سے۔
ہند کے دستور کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس کے وفاقی ڈھانچہ (Federal Stucture) کو ہنگامی اور غیر معمولی صورت حال (Emergencies) میں وحدانی (Unitary) ڈھانچے میں آسانی سے بدلا جا سکتا ہے۔ اور ہنگامی صورت حال پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس صورت حال میں مرکزی حکومت تمام معاملوں کو اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے۔ پارلیمنٹ ریاستی مسئلوں کے بارے میں بھی قانون بنا سکتی ہے۔ عام حالات یعنی

صلح اور امن کے زمانے میں بھی پارلیمنٹ ایسا کر سکتی ہے بشرطیکہ اس کی دو تہائی اکثریت اس کا فیصلہ کر دے کہ ایک مخصوص مسئلہ قومی اہمیت کا ہو گیا ہے۔

سرکاری زبان State Language

دستور کی رو سے ہندی دیوناگری رسم الخط میں جمہوریۂ ہند کی سرکاری زبان ہو گی لیکن ہندسے رومن Roman یا (International) ہوں گے مگر پندرہ سال تک سرکاری کام انگریزی ہی میں ہوگا۔ مگر اس مدت سے پہلے بھی ہندی انگریزی کی جگہ لے سکتی ہے۔

ریاستوں کی قانون ساز جماعتیں (Legislatures) علاقہ وار (Regional) زبانوں میں کسی ایک یا ایک سے زیادہ کو اپنے ہاں کی کارروائی چلانے کے لئے اختیار کر سکتی ہیں۔ اس دستور کی آخری شیڈول میں علاقہ وار زبانوں کا بیان ہے ان کی تعداد ۱۴ ہے اور ان میں اُردو بھی ہے۔

قبائلی (Tribal) اور پس ماندہ (Backward) علاقوں کے لئے مخصوص دفعات

دستور کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں پس ماندہ اور شیڈول میں مندرج قبیلوں کے لئے مخصوص (Special) دفعات رکھی گئی ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ ان علاقوں اور قبیلوں کی بہبودی کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے اور ان کو سماجی (Social) آزادی دیجائے۔

ابتدائی دس سالوں میں مجالس ہائے قانون ساز (Legislatures) اور سرکاری ملازمتوں میں ان کے لیے نشستیں محفوظ رہیں گی۔ قبائلی علاقوں کے انتظام (Administration) کے لئے بھی مخصوص دفعات موجود ہیں۔ آسام میں ان علاقوں کے لیے ضلع کی کاؤنسلیں (District Councils) اور علاقہ وار خود مختار کونسلیں (Autonomous Regional Councils) ہوں گی جن میں نظم ونسق (Administration) چلانے میں قبائلیوں کا حصہ رہے گا۔ مزید برآں ان علاقوں اور ان سے متعلق جملہ امور کا انچارج ایک علیحدہ وزیر بھی ہوا کرے گا۔ ایک مخصوص (Special) کمیشن بھی صدر جمہوریہ کی طرف سے مقرر کیا جائے گا جو رپورٹ پیش کرے گا کہ شیڈول میں مندرجہ علاقوں کی فلاح اور بہبود کے لیے اب تک کیا کیا گیا ہے۔

تیسرا باب

شہریت Citizenship.

شہریت دستور کے ماتحت وہ تمام لوگ جن کا وطن ہندوستان ہے۔ وہ شرنارتھی جو پاکستان سے ترک وطن کر کے ہندوستان چلے آئے اور وہ تمام ہندوستانی جو اس وقت ہندوستان سے باہر یا سمندر پار آباد ہیں ہندوستان کے شہری (Citizen) ہو سکتے ہیں

لیکن پارلیمنٹ کو اس کے بارے میں قانون بنانے کا حق حاصل ہے۔ پہلی دفعہ کا اطلاق ان تمام لوگوں پر ہوتا ہے جن کا وطن ہندوستان ہے یا جن کے ماں باپ میں سے کوئی ہندوستان کی سرزمین پر پیدا ہوا ہو یا جو ہندوستان میں کم سے کم پانچ سال سے رہ رہے ہوں اور جنہوں نے کسی دوسری اسٹیٹ کی شہریت نہ اختیار کر لی ہو۔ اس طرح سے دستور میں پیدائش (Birth) نسل (Race) اور سکونت یا (Domicile) تینوں کو شہریت Citizenship کی بنیاد تسلیم کر لیا گیا ہے۔ یہ دفعات ریاست ہائے متحدہ امریکہ (U.S.A) کی دفعات سے کہیں زیادہ سخت ہیں۔ جہاں صرف پیدائش کو شہری ہونے کے لئے کافی مان لیا گیا ہے۔

دوسرے ذیل میں وہ تمام لوگ آجاتے ہیں جو پاکستان سے ترک وطن کر کے چلے آئے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ ان تمام لوگوں نے اپنے کو درخواست دے کر متعلقہ حکام کے سامنے اپنے کو رجسٹرڈ شہری کرا لیا ہو۔ شرط یہ ہے کہ ایسے لوگ رجسٹرڈ کرانے سے پہلے کم سے کم چھ مہینہ سے انڈین یونین میں رہ رہے ہوں۔ دستور ان لوگوں کو شہری نہیں مانتا جو مارچ ۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان چلے گئے لیکن ان لوگوں کو شہریت کے حقوق عطا کرتا ہے جو مستقل پرمٹ Permit لے کر انڈین یونین میں واپس چلے آئے اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جو فسادات کے زمانہ میں پاکستان چلے گئے تھے۔ سمندر پار یا دوسرے ملکوں میں مقیم ہندوستانی انڈین یونین کے شہری ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ خود یا ان کے ماں باپ، یا ان کے دادا، دادی، نانا نانی میں سے

کوئی ایک غیر تقسیم شدہ Undivided ہندوستان میں پیدا ہوئے ہوں۔ انھوں نے اپنے کو انڈین یونین کا شہری ہندوستان کے سفارتی نمائندوں یا قونصل جنرلوں Consul Generals. کے ذریعے سے رجسٹرڈ کرا لیا ہو۔

چوتھا باب

بنیادی حقوق یا Fundamental Rights.

بنیادی حقوق یا Fundamental Rights کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حکومت یا مجلس قانون ساز Legislature کو مطلق العنان ہونے سے روکا جائے اور افراد (Individuals.) کو اس کا موقع دیا جائے کہ وہ اپنی شخصیت کی تعمیر کر سکے اور حکومت کی بیجا دست اندازی اور مداخلت سے محفوظ رہے۔ مگر بہبودی عامہ کے پیش نظر یہ بھی ضروری ہے کہ ان حقوق کا استعمال افراد کی طرف سے اس طرح سے کیا جائے کہ قوم یا اسٹیٹ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہونچے۔

دستور نے اس کی کوشش کی ہے کہ تمام شہری انفرادی (In-dividuals) اور اجتماعی (Collective) دونوں حیثیتوں سے جمہوریت (Democracy) سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور ان کو وہ تمام باتیں حاصل ہوں جو ان کی زندگیوں کو اچھا اور

مفید بنانے میں معین اور مددگار ثابت ہوں۔ دستور کے تیسرے حصّے میں ان حقوق کو بنیادی (Fundamental) قرار دیا گیا ہے۔ وہ تمام قانون جو ان حقوق سے کسی طرح بھی متصادم ہوں یا ٹکراتے ہوں یا کسی حق کو منسوخ کرتے ہوں۔ دستور کی رو سے قطعاً ناجائز ٹھیرتے ہیں۔ بنیادی حقوق حسب ذیل ہیں:-

(۱) برابری یا مساوات کا حق۔ (۲) آزادی کا حق یا شہری آزادی (Civil Liberty)۔ (۳) مذہبی آزادی۔ (۴) تہذیبی اور تعلیمی حقوق۔ (۵) جائداد کے متعلق حق۔ (۶) دستوری دادرسی کا حق (Right to Constitutional Remedies)۔

(۱) برابری یا مساوات کا حق Right to Equality

دستور اساسی کی رو سے ہر ہندوستانی سماجی (Social) اور شہری اعتبار سے برابر ہے مذہب، ذات پات، جنس، رنگ یا ان میں سے کسی ایک کی بناء پر اسٹیٹ کسی شہری کے خلاف امتیاز نہیں کرے گی یا ان میں سے کسی ایک کی بناء پر کسی شہری کو سرکاری ملازمت کے لئے نااہل نہ سمجھا جائے گا۔ سرکاری ملازمتیں حاصل کرنے کے لئے ہر شہری کو برابر کا موقع ملے گا۔ مگر اس دفعہ کا کوئی حصّہ اسٹیٹ کو شہریوں کے کسی ایسے پس ماندہ Backwards طبقے کے لئے عہدوں یا ملازمتوں کی تعداد مخصوص یا محفوظ کرنے سے نہیں روکے گا جس کی سرکاری نوکریوں میں کافی نمائندگی نہ ہو رہی ہو۔

سماجی برابری (Social Equality) کے قیام کے لئے دوسرا

موثر قدم یہ اٹھایا گیا ہے کہ جملہ خطابات منسوخ کر دیے گئے ہیں اسٹیٹ کی طرف سے کوئی خطاب نہیں دیا جائے گا اور نہ ہندیونین کا کوئی شہری کسی دوسری اسٹیٹ سے کوئی خطاب قبول کرے گا اور نہ کوئی شخص جو اسٹیٹ کے کسی تنخواہ دار عہدے یا اعتبار کی خدمت پر مامور ہو۔ بغیر صدر جمہوریہ (President of Republic) کی اجازت کے کسی دوسری اسٹیٹ سے یا اس کی طرف سے کسی قسم کا کوئی تحفہ، معاوضہ، خطاب یا عہدہ منظور نہ کر سکے گا۔ اس طرح سے جملہ مصنوعی امتیازات کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ صرف فوجی اور علمی اعزاز کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

اس ضمن میں سب سے بڑا انقلابی قدم چھوت چھات کو منسوخ کر کے اٹھایا گیا ہے ہر اعتبار سے درماندہ زبون حال اور پس ماندہ ۵ کروڑ اچھوتوں کو انسانیت اور شہریت (Citizenship) کے مکمل حقوق عطا کیے گئے ہیں۔ چھوت چھات کی بنا پر کسی شخص کو کسی طرح نا اہل ٹھہرانا جرم قرار دیا گیا ہے جس کی سزا قانون کے مطابق دی جائے گی۔ کسی شخص کو چھوت چھات کی بنا پر کسی دکان، ہوٹل یا ریسٹورانٹ، عام تفریح کی جگہوں میں جانے اور کنوئیں، تالاب، نہانے کے گھاٹ، سڑک یا ان تمام جگہوں کے استعمال سے جو اسٹیٹ کی ہیں یا جو عام چندہ سے چلائی جاتی ہیں، کے استعمال سے نہیں روکا جا سکتا۔ چھوت چھات کی منسوخی سے ہندوستان کی سماجی زندگی میں ایک نئے اور اہم باب کا آغاز ہوتا ہے۔

(۲) شہری آزادی Civil Liberty

دستور جملہ شہریوں کو
تقریر اور بیان کا حق
(Freedom of Speech and Expression) پُر امن طریقے
سے بغیر ہتھیاروں کے جمع ہونے کا حق (Right to assemble
peacefully & without Arms) انجمن بنانے کا حق
(Right to form Association or Union) ہند یونین میں
آزادی سے چلنے پھرنے کا حق، جائداد حاصل کرنے، اس پر قبضہ
رکھنے اور اسے علیحدہ کرنے کا حق (Right to hold and --
dispose of property.) کسی پیشے کو اختیار کرنے یا کوئی
کاروبار، تجارت یا بیوپار کرنے کا حق (Right to practise
any profession or carry on any occupation,
trade or business.) عطا کرتا ہے۔ لیکن ان حقوق کا
کوئی حصہ اسٹیٹ کو کسی ایسے قانون کے بنانے سے نہیں روک
سکتا کہ جس کا تعلق تحریری یا زبانی توہین، یا ہتک عزت سے ہو
یا کسی ایسے مسئلے سے ہو جس سے تہذیب یا اخلاق کو صدمہ
پہونچتا ہو یا جو اسٹیٹ کی قوت یا اس کی بنیاد کو کمزور کرنے کا
باعث ہو۔ امن عامہ (Public peace) کی خاطر اسٹیٹ ان
حقوق کے استعمال پر پابندیاں لگا سکتی ہے۔ اسٹیٹ ایسے
قانون بھی بنا سکتی ہے کہ جن میں یہ تجویز کیا گیا ہو یا جن میں کسی
شخص یا جماعت کو یہ تجویز کرنے کا اختیار دیا گیا ہو کہ کسی پیشے
روزگار، تجارت یا کاروبار میں لگنے کے لئے کسی قسم کی پیشہ ورانہ یا

فنی (Technical) قابلیت کی ضرورت ہوگی۔

انفرادی یا شخصی آزادی (Individual Liberty)

کا تحفظ متعدد دفعوں (Articles) میں کیا گیا ہے۔ کسی شخص کو قانون شکنی کرنے پر اسی وقت سزا دی جائے گی جب کہ وہ الزام جو اس پر لگایا گیا ہے۔ قانون کی نگاہ میں جرم نہ ہو۔ کسی شخص کو اس سے زیادہ سزا نہ دی جائے گی جو قانون کے بموجب اس وقت دی جا سکتی ہو۔ کہ جب وہ جرم اس سے سرزد ہوا تھا۔ مزید برآں کسی شخص کو اس جرم کی ایک دفعہ سے زیادہ سزا نہ دی جائے گی اور نہ کوئی ملزم اپنے خلاف شہادت دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ کسی شخص کو قانون کی نگاہ میں برابری اور اس کی یکساں حفاظت سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ جان یا ذاتی آزادی سے قانون کے ذریعے مقرر کئے ہوئے ضابطے کے بموجب محروم کیا جائے گا۔ کسی کو غیر معین مدت کے لئے نظر بند نہیں کیا جائے گا۔ گرفتاری اور نظر بندی کی صورت میں جس قدر جلد ہو سکیگا اسیر یا نظر بند کو اس کی گرفتاری یا نظر بندی کی وجہ بتا دی جائیگی۔ اور اسے قانونی مشیر سے مشورہ کرنے اور قانونی چارہ جوئی اور جواب دہی کا پورا پورا حق حاصل رہے گا۔ کسی شخص کو تین مہینے سے زیادہ نظر بند نہیں رکھا جا سکتا بجز اس کے کہ مشاورتی بورڈ (Advisory Board) مدت نظر بندی میں توسیع کی سفارش کرے۔ واضح رہے کہ اس بورڈ کے ممبر صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو ہائی کورٹ کے جج ہونے کی شرطیں پوری کرتے ہوں۔

لیکن جو لوگ اسٹیٹ یا ملک کے دشمن ہیں اُن کو یہ صورتیں نہیں حاصل ہوں گی۔

ہندیونین کی پوری سرزمین میں تجارت، بیوپار اور میل جول کی آزادی ہوگی۔ انسانوں کی خرید و فروخت، بیگار اور اسی طرح کی جبری خدمت کی دوسری شکلوں کو دستور نے ممنوع قرار دیا ہے۔ اس کی خلاف ورزی پر سزا دی جائے گی۔ بچوں کو کسی کارخانے یا کان میں نوکر نہ رکھا جائے گا۔ اور نہ انھیں کسی دوسرے خطرے کے کام پر لگایا جائے گا۔

(س) مذہب کے بارے میں حق Right to Freedom of Religion

امن عامہ، اخلاق عامہ اور صحت کا لحاظ رکھتے ہوئے دستور اساسی ہر شخص کو ضمیر کی آزادی اور بے روک ٹوک مذہب کو ماننے، اُس پر عمل کرنے اور اس کے پھیلانے کا حق عطا کرتا ہے۔ کرپان باندھنا اور اسے لے کر چلنا سکھ مذہب کی پیروی میں شامل سمجھا جائے گا۔ ہر ملّت یا مذہبی فرقہ کو اس کا حق حاصل ہے کہ مذہبی اور خیراتی غرضوں کے لئے ادارے قائم کرے، اپنے مذہبی معاملوں اور مسئلوں کا خود انتظام کرے، منقولہ اور غیر منقولہ جائدادوں کا مالک ہو اور اس کا انتظام کرے لیکن کسی شخص کو ایسے ٹیکس ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا جن کی آمدنی خاص طور پر کسی مذہب یا مذہبی فرقے کی ترقی یا اسے قائم رکھنے پر خرچ کی جاتی ہو۔

اسٹیٹ کسی ایسے تعلیمی ادارے میں مذہبی تعلیم کا انتظام نہیں

کرے گی جو صرف سرکاری روپیہ سے چلایا جاتا ہو۔ اسٹیٹ کی طرف سے تسلیم شدہ تعلیمی اداروں (Educational Industries) میں پڑھنے والے کسی شخص کو کسی مذہبی تعلیم یا عبادت میں شریک ہونے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ دستور کسی جماعت یا فرقہ کو اپنے طالب علموں کے لئے کسی تعلیمی ادارہ میں تعلیم کے وقت سے باہر مذہبی تعلیم کا انتظام کرنے سے نہیں روکتا۔

(۴) تہذیبی اور تعلیمی حق Cultural & Educational Rights.

اقلیتوں کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے کلچر (تمدن) زبان اور رسم خط کو برقرار رکھیں۔ ان کو اس کا بھی حق حاصل ہے کہ جس طرح کے تعلیمی ادارے چاہیں قائم کریں اور ان کا انتظام کریں۔ ان اداروں کو امداد دینے میں اسٹیٹ کسی قسم کا صرف اس لئے امتیاز نہ کرے گی کہ یہ کسی خاص اقلیت کے انتظام میں ہے

اقلیت (Minority) کے کسی بھی فرد کو کسی سرکاری تعلیمی ادارے میں اس وجہ سے داخل ہونے سے نہ روکا جائے گا کہ اس کا تعلق اقلیت سے ہے۔

(۵) جائداد کے متعلق حق

کوئی شخص اپنی جائداد سے صرف اسی حالت میں بے دخل کیا جا سکتا ہے جب قانون نے اس کا اختیار دے دیا ہو۔ کسی جائداد پر خواہ وہ منقولہ (Movable) ہو خواہ غیر منقولہ، خواہ وہ کسی کاروباری یا صنعتی ادارہ میں شرکت کی شکل ہو یا کسی ایسی کمپنی کی حصہ داری کی شکل

میں ہو جو کسی کاروباری یا صنعتی ادارہ کی مالک ہو اس وقت تک حکومت کی طرف سے قبضہ نہیں کیا جا سکے گا۔ جب تک کہ قانون کے مطابق قبضے یا حصول کا معاوضہ دینے کے بارہ میں انتظام نہ کر دیا گیا ہو اور یا تو معاوضہ (Compensation) کی رقم مقرر کر دی گئی ہو۔ یا وہ اصول بیان کر دیئے گئے ہوں یا وہ طریقہ طے کر دیا گیا ہو جس کے بموجب معاوضہ دیا جائے گا۔ صدر جمہوریہ کی منظوری کے بغیر کسی جائداد پر جبری قبضہ نہیں کیا جا سکتا۔ جائداد پر قبضہ کر لینے اور معاوضہ کی شرح کے اصول طے کرنا پارلیمنٹ کا کام ہوگا مگر ان دفعات کا کوئی اثر تنسیخ زمینداری (Zamindari Abolition) کے بلوں پر نہیں پڑے گا جو صوبہ جاتی (Provincial) مجالس قانون ساز میں کوئی زیر غور ہیں۔ یہ تمام قوانین صدر جمہوریہ کی منظوری کے بعد جائز منصور ہوئے جائیں گے۔ جائدادوں پر ٹیکس لگانے کا حق بھی اسٹیٹ کو حاصل ہے۔

(۶) دستوری داد رسی کے بارے میں حق (Right to Constitutional Remedies)

بنیادی حقوق

(Fundamental Rights) بے کار ہیں اگر ان کو منوانے کے لئے شہریوں کے پاس کوئی موثر ذریعہ نہیں۔ دستور کی رو سے بنیادی حقوق کو منوانے کے لئے سپریم کورٹ میں مناسب طریقے سے چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اس سے شخصی یا انفرادی آزادی کے تحفظ کی گارنٹی ہو جاتی ہے۔ بجز غیر معمولی

ہنگامی صورت حال میں کہ جس کا اعلان باضابطہ طور سے کر دیا گیا ہو دستوری دادرسی کا حق معطل نہیں کیا جا سکتا۔ اس حق کی رو سے سپریم کورٹ کو اختیار ہے کہ (Halieas Corpus) یا پروانہ حاضری ملزم، پروانہ امر (Mandamas) پروانہ نہی (Prohibition)، پروانہ مثل طلبی (Certiorari) کی قسم کی ہدایتیں دے یا احکام جاری کرے۔

پانچواں باب

مملکتی پالیسی کی رہنمائی کے لئے اصول

Directive Principles of State Policy

مملکتی پالیسی کی رہنمائی کے لئے اصول جمہوریہ ہند کے دستور کی ایک امتیازی خصوصیت ہے اس کی مثال صرف آئرستانی جمہوریہ (Eire) کے دستور میں ملتی ہے ان اصولوں کے ذریعے حکومت اور جمہور کے باہمی تعلقات معین کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ہدایت کی گئی ہے کہ کس طرح مجالس قانون ساز (Legislatures) اور عاملہ (Executive) اپنے اختیارات کا استعمال کرے۔

جمہوریت نہ صرف سیاسی ہو بلکہ اقتصادی بھی ہو ہر حکومت

کا خواہ وہ مرکزی ہو خواہ ریاستی فرض ہے کہ اس قسم کے جمہوری ڈھانچے کے بنانے میں پوری کوشش کرے۔

یہ اصول بنیادی ہیں اور اسٹیٹ کا فرض ہے کہ قانون بناتے وقت ان کو پیش نظر رکھے۔ ان کی رو سے اس کا یعنی اسٹیٹ کا فرض ہے کہ وہ سب کی بھلائی کے لئے سرگرم رہے اور جہاں تک ہو سکے ایک ایسا سماجی نظام قائم کرنے کی کوشش کرے جس میں قومی زندگی کے تمام اداروں میں سماجی۔ سیاسی (Political) اور معاشی (Economic) انصاف نمایاں ہو۔

اسٹیٹ اپنی پالیسی میں مندرجہ ذیل مقاصد کے حصول کی طرف خاص توجہ کرے گی۔

(۱) تمام شہریوں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں یکساں طور پر ایسے وسائل معاش حاصل ہوں جو اُن کی ضرورتوں کے لئے کافی ہوں۔

(۲) قوم اور ملک کے مادّی وسیلوں (Natural Sources) کی ملکیت اور ان پر اختیار اس طرح سے تقسیم ہو کہ وہ بہترین طریقے پر سب کی بھلائی کا ذریعہ بن سکیں۔

(۳) ملک کی معاشی تنظیم اس طرح سے ہو کہ دولت اور پیداوار کے ذریعوں پہ اختیار ایک جگہ نہ جمع ہونے پائے کہ جس سے مشترکہ مفاد کو نقصان پہونچے۔

(۴) مردوں اور عورتوں کو ایک سے کام کی ایک سی اُجرت ملے۔

(۵) کام کرنے والے مردوں اور عورتوں کی طاقت اور تندرستی اور بچوں کی کم عمری سے بیجا فائدہ نہ اٹھایا جائے اور معاشی ضرورت سے مجبور ہو کر شہری ایسے پیشوں میں نہ لگ جائیں جو ان کی عمر یا قوت

کے اعتبار سے ان کے لئے نامناسب ہوں۔

(۶) بچوں اور کم عمروں کو نفع کمانے کا ذریعہ بننے اور اخلاقی اور مادی بے چارگی سے بچایا جائے۔

(۷) ہر شہری کو ابتدائی (Primary) تعلیم مفت حاصل کرنے کا حق حاصل ہے اور اسٹیٹ اس کی کوشش کرے گی۔ دستور کے نافذ ہونے کے دس برس کے اندر ملک کے سب بچوں کے لئے ایسی تعلیم کا انتظام کر دے جو چودہ سال کی عمر پوری ہونے تک مفت اور لازمی ہو۔

(۸) جہاں تک معاشی حالات اور وسیلے اجازت دیں اس کا بہتر سے بہتر انتظام کرے کہ کام کرنے اور تعلیم پانے کا حق ہر ایک کو ہے وہ اسے مل جائے اور ساتھ ہی ساتھ بے روزگاری، بڑھاپا، معذوری بیماری اور دوسری ناگہانی حالتوں میں سرکاری امداد کا حق بھی مل جائے قانون کے ذریعہ روزگار کی شرطوں میں انصاف اور رحم دلی پیدا کرے زچگی یا ولادت کے موقعے پر طبی امداد کا انتظام کرے۔ نیز قانون بنا کر یا معاشی تنظیم کرکے اس کی کوشش کرے کہ مزدوروں کو گذارے بھر کی مزدوری ملے اور کام کی شرطیں ایسی ہوں جن سے زندگی کا اچھا معیار قائم ہو سکے۔ فرصت (Leisure) سماجی اور کلچرل دلچسپیوں سے پورا لطف اٹھایا جا سکے۔

(۹) پس ماندہ طبقوں اور شیڈول میں مندرج قبیلوں کی تعلیمی اور معاشی بہتری پر خاص زور دیا جائے اور انہیں سماجی بے انصافی (Social Injustice) اور بیجا نفع کمانے کا ذریعہ نہ بننے دیا جائے۔

(۱۰) وہ لوگوں کی غذا اور ان کی زندگی کے عام معیار کو بلند کرے اور عام تندرستی کو بہتر بنائے۔

(۱۱) شراب نوشی اور دوسری نشیلی چیزوں کو مکمل طور سے ختم کرے۔

(۱۲) تمام شہریوں کے لئے ایک مشترک سول (Civil) قانون بنانے کی کوشش کرے۔

(۱۳) گاؤں میں پنچائیتیں قائم کی جائیں تاکہ گاؤں والے اپنے معاملات خود طے کر سکیں۔

(۱۴) زراعت کی ترقی کی طرف خاص توجہ کی جائے۔ مویشیوں کی عمدہ اور بہتر افزائش نسل کی خاص کوشش کی جائے۔ علی الخصوص گائے اور دوسرے دودھ دینے والے جانوروں کے ذبیحہ (Slaughter) کو روکنے کی کوشش کی جائے۔

(۱۵) اہم قومی اور تاریخی یادگاروں، مقاموں اور چیزوں کی حفاظت کی جائے۔ انہیں قائم اور برقرار رکھا جائے۔

(۱۶) عدلیہ یا (Judiciary) کو ایگزیکیٹو (Executive) سے علیحدہ کیا جائے۔

(۱۷) امن عالم اور سلامتی کو ترقی دی جائے۔ مختلف قوموں کے درمیان منصفانہ اور باعزت تعلقات قائم رکھنے کی کوشش کی جائے اور انٹرنیشنل سمجھوتوں اور معاہدوں (Treaties) کی پابندیاں کا لحاظ کرائے۔

حصہ دوم

پہلا باب

انڈین یونین Indian Union

دستور کی رُو سے انڈیا یا بھارت ریاستوں یا (States) کی ایک یونین ہے یہ ایک باقتدار عوامی جمہوریہ (Sovereign — Democratic Republic.) ہے۔ کسی اسٹیٹ کو یونین سے علیحدگی (Secession) کا حق حاصل نہیں ہے۔ اس طرح سے انڈیا کا اتحاد برقرار رکھا گیا ہے۔ اس وقت انڈین یونین ۲۷ وحدتوں (Units) یا ریاستوں (States) کا نام ہے جنکی صراحت پہلے شیڈول کے حصہ الف (A)، ب (B) اور س (C) میں کردی گئی ہے۔

ان ریاستوں میں گورنروں کے صوبے، ہندوستانی ریاستوں (Indian States) کی یونینیں اور مرکز کے زیر انتظام (Centrally Administered) علاقے، چیف کمشنروں کے صوبے اور وہ تمام ہندوستانی ریاستیں شامل ہیں جو کسی ریاستی یونین میں ضم (Merge) نہیں کردی گئی ہیں۔

ہندوستانی ریاستوں (Indian States) کا مسئلہ دستوری

(Constitution) نقطہ نگاہ سے ایک نہایت پیچیدہ مسئلہ تھا مگر اس مسئلہ کو نہایت خوش اسلوبی سے حل کر دیا گیا ہے۔ اب ان کو یا تو برطانوی ہند کے صوبوں میں ضم کر دیا گیا ہے یا ریاستی یونینوں (States Unions) میں شامل کر دیا گیا ہے۔ نئے دستور کے ماتحت انڈین یونین ایک ہی جمہوری نظام (Democratic System) پر عامل وحدتوں کا مجموعہ ہے۔

ریاستوں کی تقسیم

نئی ریاستوں States کو بنانا یا ان کی سرحدوں، ناموں اور رقبوں میں ردوبدل کرنا پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے صدر جمہوریہ متعلقہ ریاستوں کی قانون ساز جماعتوں کی رائے معلوم کرے گا۔ ریاستوں کی حد بندیوں یا سرحدوں میں تبدیلی یا ردوبدل انتظامی آسانیوں اور سہولتوں کی غرض سے کی جائے گی۔

وفاق Federation

دستور میں وفاقی (Federal) دستور کی جملہ اہم خصوصیتیں موجود ہیں مثلاً ایک تحریری (Written) دستور اساسی (Constitution) کا ہونا، مرکز (Centre) اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کی صاف اور واضح تقسیم ایک آزاد سپریم کورٹ کی موجودگی جو مرکز اور ریاستوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کیا کرے گی یا ریاستوں کو اختیارات مرکز کی طرف سے نہیں بلکہ براہ راست کانسٹی ٹیوشن کی طرف سے حاصل ہوتا۔ ان تمام باتوں کی بناء پر جمہوریۂ ہند کا دستور اساسی ریاست ہائے متحدہ امریکہ (U. S. A.) آسٹریلیا اور کناڈا

کے نمونہ پر وفاقی (Federal) اور برطانیہ کے نمونہ پر وحدانی (Unitary) دستور ہیں۔

ہندوستانی وفاق Federation کی امتیازی خصوصیتیں

بہت سے اہم امور میں ہندوستانی فیڈریشن امریکہ اور دوسرے فیڈریشنوں سے بالکل مختلف ہے مثلاً امریکہ میں دوہری (Double) شہریت ہے یعنی ہر ریاست (State) کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حدود میں رہنے والوں کو شہریت کے حق عطا کرے لیکن جمہوریہ ہند کے دستور میں دوہری شہریت کا کوئی وجود نہیں۔ شہریت صرف ایک ہے اور اس کے حقوق صرف وفاقی یا مرکزی حکومت عطا کر سکتی ہے۔ حکومتیں ضرور دو قسم کی ہیں۔ مرکزی اور ریاستی۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ریاستوں کو اپنا کانسٹی ٹیوشن بنانے کا حق حاصل ہے۔ مگر جمہوریہ ہند میں ان کو اس کا حق نہیں دیا گیا ہے۔

متعدد فیڈریشنوں میں دو قسم یا دوہری حکومتوں Governments کی وجہ سے دو قسم کی مجالس قانون ساز (Legislature) ایگزیکیٹو، عدالتیں (Courts) اور سرکاری ملازمتیں (Public-Services) ہوتی ہیں۔ مگر ان کے ہونے سے ایک خاص قسم کے انتشار پھیلنے کا بھی امکان ہے۔ جمہوریہ ہند کے دستور نے اس انتشار کو اس طرح سے کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ عدالتوں کا نظام ایک ہی رکھا ہے دیوانی اور فوجداری کے قوانین میں بنیادی طور سے یکسانیت

(Uniformity) رکھی گئی ہے، مشترک آل انڈیا سرکاری ملازمتیں رکھی گئی ہیں۔ اور اس طرح سے قانونی اور انتظامی (Administrative) معاملات میں اتحاد قائم کیا گیا ہے۔

وفاقی (Federal) نظام میں لچک (Flexibity) نہیں ہوتی۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا مشکل ہوتا ہے مگر ہندوستانی فیڈریشن خاص قسم کا ہے اور سب سے جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔ حالات کے مطابق بیک وقت یہ وفاقی بھی ہے اور وحدانی Unitary بھی عام حالات میں یہ وفاقی ہے مگر ہنگامی یا غیر معمولی صورت حال میں یہ وحدانی (Unitary) صورت بھی اختیار کر سکتا ہے۔

دستور میں متوازی یا مشترک فہرست (Concurrent List) ۴۷ امور پر مشتمل ہے۔ اس سلسلے میں اس سے آسٹریلیا سے بہت کچھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ وفاقی (Federal) نظام کے خاص نقص لچک کا نہ پایا جانا اور بلا ضرورت قانونیت (Legalism) ہیں۔ دستور نے ان نقائص کو اس طرح دور کیا ہے کہ مرکزی پارلیمنٹ ۹۷ امور پر قانون سازی (Legislation) کا پورا پورا اختیار دیا ہے۔ عام حالات (Normal times) میں بھی مرکز کی قانون سازی کا دائرہ وسیع کیا جا سکتا ہے۔ دستور میں کسی قسم کی تبدیلی یا ترمیم کرنا بھی نسبتاً آسان ہے۔ اس وجہ سے اور بھی دستور میں خاصی لچک (Flexibility) پیدا ہو گئی ہے۔

یونین اور ریاستوں کے باہمی تعلقات قانون سازی کی غرض سے جملہ امور تین فہرستوں میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ (۱) یونین کی

فہرست (Union List) (۲) ریاستوں کی فہرست (State List) اور (۳) متوازی یا مشترک (Concurrent) فہرست یونین اور ریاستوں کے دائرہ ہائے عمل اور اُن کے باہمی تعلقات کو واضح طور سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اگر متوازی (Concurrent) فہرست کے کسی مسئلے پر مرکز کوئی قانون پاس کر دیتا ہے تو اس مسئلے پر کسی ریاست (State) کے بنائے ہوئے قانون کے مقابلے میں اسے ہی ترجیح دی جائے گی۔ اسی طرح اختیارات باقی (Residuary Powers) کناڈا کی طرح سے مرکز ہی کو حاصل ہیں۔ عام طور سے یونین بجز ان ریاستوں کے کہ جن کی تصریح شیڈول اوّل حصہ C (Part C) میں کر دی گئی ہے۔ یعنی مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ریاستی مسئلوں پر کوئی قانون نہیں پاس کر سکتی لیکن اگر ریاستوں کی کونسل (Council of States) یعنی مرکزی بالائی مجلس قانون ساز (Central Upper-Chamber) یہ پاس کر دے کہ کسی خاص مسئلے پر قانون سازی قومی اہمیت (National Importance) رکھتی ہے یا اگر دو یا دو سے زیادہ ریاستیں آپس میں اس پر متفق ہو جائیں کہ کسی خاص مسئلے پر پارلیمنٹ کے قانون کی ضرورت ہے یا انٹرنیشنل معاہدوں کی تعمیل کی غرض سے قانون سازی ضروری ہو تو پارلیمنٹ قانون بنا سکتی ہے۔

انتظامی تعلقات Administration ۔ دستور اس کی کوشش کرتا ہے کہ یونین یا مرکز اور ریاستوں میں اتحادِ عمل قائم رہے اور ریاستوں (States) کا عاملانہ اختیار Executive Powers

اس طرح کام میں لایا جائے کہ یونین کے بنائے ہوئے قانون اور عاملانہ (Executive) ہدایتوں کی تعمیل پوری پوری ہو جائے یونین ریاستوں کو قومی یا فوجی اہمیت کے حامل وسائل اور ذرائع سفر و خبر رسانی (Means of Communications) کو بنانے اور قائم رکھنے کی ہدایت بھی کر سکتا ہے۔ پارلیمنٹ اور کسی ریاست کی حکومت کی رضامندی کے بعد صدر جمہوریہ اس کا مجاز ہوگا کہ اس حکومت یا اس کے افسروں کو ایسے معاملے کے بارے میں فرائض سپرد کرے جو خالصتاً یونین کے اختیار میں ہو۔ ان فرائض کی بجا آوری میں زائد خرچ یونین ادا کرے گی۔

ریاستوں میں ہم آہنگی (Coordination)

ریاستوں میں باہمی ہم آہنگی (Coordination) قائم کرنے کے لئے صدر ایک ریاستی کونسل (Inter State Council) قائم کرے گا۔ جس کے ذمے ریاستوں کے باہمی جھگڑوں کی تحقیقات کرنا اور ان کے بارے میں مشورہ دینا اور ایسے طریقے اختیار کرنا کہ جس سے یونین اور ریاستوں کے مشترک مفاد کو ترقی پہنچے، ہوگا۔

مالی تعلقات (Financial Relations)

یونین اور ریاستوں میں وسائل اور ذرائع آمدنی کو تقسیم کر دیا گیا ہے لیکن اس کی تفصیل اور جزئی تقسیم کا کام ایک مالیاتی کمیشن (Financial Commission) انجام دیگا۔ جسے صدر جمہوریہ مقرر کرے گا۔

ہنگامی یا ناگہانی صورت حال کے متعلق قاعدے
Emergency Provisions

یونین گورنمنٹ کا فرض ہے

کہ وہ مملکتی پالیسی کے اصولوں (Directive Principles of State Policy) کی روشنی میں نظم و نسق (Administration) اور قانون سازی کا معیار اونچا کرے، سماجی اصلاح یا سوشل ریفارم اور خدمت خلق اور قومی تعمیر کے شعبوں پر پالیسیوں میں آہنگی پیدا کرے اور جملہ شہریوں کو جمہوریت کے فائدوں سے پورا فائدہ اٹھانے کا موقع دے۔ ہر ریاست کو بیرونی اور اندرونی خطروں اور حملوں (Internal & External Aggressions) سے محفوظ رکھنے اور اس کی نگرانی کرے کہ ہر ریاستی حکومت دستور کے بنیادی اصولوں کے مطابق چلائی جائے۔

ناگہانی یا ہنگامی (Emergency) صورت حال میں یونین کے عاملانہ (Executive) اور قانون سازی (Legislatu e) کے اختیارات کا اطلاق ریاستی امور پر ہوگا۔ صدر مرکز اور ریاستوں کے مابین ذرائع آمدنی کی تقسیم میں رد و بدل کر سکتا ہے۔ اگر کسی ریاست کی دستوری مشنری (Constitutional Machionery) میں تعطل یا جمود (Dead lock) پیدا ہو جائے تو صدر یونین حکومت کو ایک خاص اعلان (Proclamation) کے ذریعے اس ریاست کا پورا یا جزئی (Partial) اختیار اپنے ہاتھ میں لینے کی ہدایت کر سکتا ہے۔

دوسرا باب

مرکزی حکومت

دستور نے مرکز میں پارلیمنٹری حکومت قائم کی ہے۔ اپنی پالیسی اور تمام باتوں کے لئے پارلیمنٹ کے سامنے ذمہ دار (Responsible) اور جواب دہ ہے۔ پارلیمنٹ ایگزیکیوٹیو کو قانون سازی کے اختیارات اور مالی اختیارات کے ذریعے سے کنٹرول کرتی ہے۔ جمہوریہ ہند کی حکومت کا نظام ریاست ہائے متحدہ (U.S.A.) کے نظام سے بالکل مختلف ہے۔ جہاں صدر ہی اصل ایگزیکٹیو ہے یا سارے عاملانہ (Executive) اختیارات کا سرچشمہ ہے اور کابینہ (Cabinet) تمام تر اس کی ماتحت ہے۔ جمہوریہ ہند کا صدر ایگزیکٹیو کا صدر (Head) ضرور ہے مگر وہ اصل ایگزیکٹیو نہیں۔ وہ قوم کی نمائندگی ضرور کرتا ہے مگر اس پر حکومت نہیں کرتا۔

صدر کا انتخاب

صدر جمہوریہ کا انتخاب بالواسطہ (Indirect) طریقے سے ایک انتخابی کالج (Electoral College) جس میں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں (Houses) کے ممبر اور ریاستوں کی مجالس قانون ساز (Legislature) منتخبہ (Elected) ممبر شامل ہوں گے۔ الکشن بذریعہ تناسبی طریقہ انتخاب Proportinnal Representation

اور قابل انتقال ووٹ (Single Transferable Vote) ہوگا۔ اس الکشن میں اس کا لحاظ رکھا جائے گا کہ مختلف ریاستوں کی نمائندگی کی نسبت ایک سی (Uniform) ہو جائے۔ یہ یکسانی پیدا کرنے کے لئے پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز کے منتخبہ (Elected) ممبروں کو جتنی رایوں (Votes) کا حق ہوگا وہ حسب ذیل طریقے سے طے کیا جائے گا۔

(ا) ہر ریاست کی اسمبلی کے ہر چنے ہوئے ممبر کو اس خارج قسمت (Quotient) کے برابر رائیں حاصل ہوں گی جو اس ریاست کی آبادی کو اس کی اسمبلی کے ممبروں کی تعداد سے تقسیم کرے اور اس کے حاصل تقسیم کو ایک ہزار سے تقسیم کرنے سے نکلے۔ اگر اس طرح ایک ہزار سے تقسیم کرنے کے بعد جو باقی بچے اس کی تعداد ۵ سو سے زیادہ ہو تو ہر ممبر کو ایک رائے زیادہ دینے کا حق ہوگا۔ پارلیمنٹ کے ہر ایوان (House) کے ہر منتخبہ (Elected) ممبر کو اس خارج قسمت (Quotient) کی برابر رائیں حاصل ہوں گی جو ریاستی قانون ساز جماعتوں کے تمام ممبروں کی رایوں کو پارلیمنٹ کے ممبروں کی تعداد پر تقسیم کرنے سے آئے۔ اگر کسی ریاست میں دو قانون ساز جماعتیں ہیں تو اس انتخاب میں صرف اسمبلی کے ممبر حصہ لے سکیں گے۔

عہدۂ صدارت کے شرطیں Qualifications.

کوئی شخص صدر (President) منتخب ہونے کا صرف اسی صورت میں اہل ہوگا کہ وہ ہند یونین کا شہری ہو۔ اس نے اپنی عمر کے ۳۵ سال پورے کر لئے ہوں۔ وہ House of the People

ایوان عام کی ممبری کے لئے الکشن کی شرطیں (Qualifications) پوری کرتا ہو۔ کوئی سرکاری ملازم اس عہدے کے لئے نہیں کھڑا ہو سکتا۔

عہدہ کی مدت Tenure صدر اس تاریخ سے جب اس نے عہدہ سنبھالا ہو پانچ سال تک کام کرے گا لیکن اسے مستعفی ہونے کا اختیار حاصل رہے گا۔ اسے دستور کی خلاف ورزی کرنے کی بناء پر مواخذہ کرنے (Impeachment) کے بعد عہدہ سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ اس کے رہنے کے لئے ایک خاص سرکاری عمارت ہوگی اور دس ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ملے گی۔ لیکن اس کے عہدے کی مدت کے زمانے میں اس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اسے وہ تمام خاص حقوق (Prerogatives) اور الاونس (Allowance) حاصل رہیں گے جو ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء سے پہلے گورنر جنرل کو حاصل تھے۔

تحفظ جمہوریۂ ہند کی صدارت معزز ترین اور بلند ترین عہدہ ہے۔ بجز مواخذہ کی صورت میں صدر سے اس کے اختیارات اور فرائض کی بجا آوری پر کسی عدالت میں باز پرس نہیں کی جا سکتی اور نہ اس کی مدت صدارت کے دوران میں کسی قسم کی فوجداری (Criminal) کا مقدمہ اس کے خلاف چلایا جا سکتا ہے اور نہ کوئی سول مقدمہ جس میں کہ اس سے کسی قسم کا مطالبہ کیا گیا ہو۔ بجز اس کے کہ دو ماہ قبل کا تحریری نوٹس پہلے سے دے دیا گیا ہو۔

مواخذہ Impeachment کا ضابطہ دستور کی

خلاف ورزی کی بناء پر صدر کا مواخذہ (Impeachment) کیا جاسکتا ہے۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں کسی کو بھی فردجرم پیش کرنے کا اختیار ہوگا۔ لیکن اس کی تحریک ایسے ریزدلوشن کی صورت میں کرنی ہوگی جس کا تحریری نوٹس ایوان کے کم سے کم ایک چوتھائی ممبروں نے اپنے دستخطوں سے دیا ہو اور کم سے کم چودہ دن کا نوٹس دیا گیا ہو اور اس تجویز کو ایوان کے تمام ممبروں کی دوتہائی تعداد نے منظور کرلیا ہو۔ جب پارلیمنٹ کا کوئی ایوان الزام پیش کرے گا تو دوسرے ایوان پر الزام کی تحقیقات کرنا یا کرانا لازم ہوگا۔ اگر اس تحقیقات کے نتیجے کے طور پر جس ایوان نے تحقیقات کی ہے اس کی تمام ممبروں کی دوتہائی تعداد نے یہ تجویز منظور کرلی کہ جو الزام صدر پر لگایا گیا ہے وہ ثابت ہو گیا ہے تو ایسی حالت میں صدر کو تجویز کے منظور ہونے کی تاریخ سے اپنے عہدہ سے برطرف سمجھا جائے گا۔

اختیارات دستور کی رو سے ہند یونین کے جملہ عاملانہ اختیار (Executive Authority) صدر کو حاصل ہیں۔ ہند کی جملہ فوجوں کی اعلیٰ کمان اسی کو حاصل رہی۔ اسے اختیار ہے کہ وہ کسی شخص کو جسے کسی جرم کی پاداش میں سزا دی گئی ہو، معاف کردے، ملتوی کردے، مہلت دے دے یا باقی سزا معاف کردے یا سزا میں کمی کردے یا اس کی نوعیت بدل دے۔ تمام اہم عہدوں پر تقرر وہی کرے گا جن میں وزیر اعظم، مرکزی کابینہ کے وزیر، ریاستوں کے گورنر، دوسرے ملکوں میں ہند یونین کے

سفارتی نمائندے، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹوں کے جج، یونین پبلک سروس کمیشن کے چیرمین اور ممبر نیز اور اٹارنی جنرل شامل ہیں۔ مزید براں وہ الکشن اور مالیاتی یا Financial Commission اور دوسرے کمیشن جو شیڈول علاقوں کے نظم ونسق اور پس ماندہ طبقوں کی سماجی اور تعلیمی حالت پر رپورٹیں پیش کریں گے مقرر کرے گا۔ صدر کے قانون سازی کے اختیارات پارلیمنٹ کی چھٹی کے زمانے میں آرڈیننس جاری کرنا اور شیڈولڈ علاقوں میں اچھی حکومت اور امن قائم رکھنے کے لئے قاعدے اور ضابطے بنانے ہیں۔ اسکے علاوہ وہ بلوں کو پارلیمنٹ کے پاس دوبارہ غور کرنے کے لئے بھیج سکتا ہے اور جب ضرورت ہو تو پارلیمنٹ کے ایوانوں یا کسی ایک ایوان کا اجلاس طلب کرے، ایوانوں کو برخاست کرے۔ ایوان عام (House of People) کو منتشر کردے، ان کو خطاب کرے۔ کسی معاملے کے متعلق ایک یا دونوں ایوانوں میں پیام بھیجے۔ پارلیمنٹ کسی رقم کی منظوری اس وقت تک نہیں دے سکتی جب تک کہ صدر کی سفارش اس کے بارے میں موجود نہ ہو، کوئی مالیاتی بل (Financial Bill) بغیر اس کی سفارش کے نہیں پیش کیا جاسکتا۔

ہنگامی یا ناگہانی حالت میں اختیارات
Emergency Powers

اگر صدر یہ سمجھے کہ ایک ہنگامی صورت حال پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے ہند کی سلامتی خطرے میں ہے خواہ یہ صورت حال

جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے ہو یا آپس کے فساد سے تو وہ اعلان کر سکتا ہے کہ ناگہانی یا ہنگامی حالت (Emergency Situation) پیدا ہو گئی ہے اگر وہ محسوس کرے کہ اس قسم کی صورت حال پیدا ہونے کا کوئی فوری خطرہ ہے تو وہ واقعی جنگ چھڑ جانے یا فساد کے شروع ہونے سے پہلے اس کا اعلان کر سکتا ہے۔ لیکن اس اعلان کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کرنا ہوگا اور یہ اعلان دو مہینے کے بعد بے اثر ہو جائے گا۔ اگر اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے اسے پارلیمنٹ کے دونوں ایوان منظور نہ کریں۔ کسی صورت میں بھی یہ صورت حال تین سال سے زیادہ قائم نہ رہ سکے گی۔ ہنگامی حالت میں یونین ریاستوں کے اختیار قانون سازی کو بھی اپنے ہاتھ میں لے لے گی۔ صدر فرد (Individual) کے اس حق کو کہ بنیادی حقوق کی تعمیل اور نفاذ کے لئے سپریم کورٹ میں چارہ جوئی کی جائے۔ ہنگامی صورت حال میں معطل کر سکتا ہے۔ اسے اس کا بھی حق حاصل ہے کہ مالی سال کے لئے ملک کے مالی ذرائع اور وسائل کی تقسیم میں تبدیلی کر دے۔

اگر صدر کو کسی اطلاع کی بنا پر اس کا اطمینان ہو جائے کہ کسی ریاست میں دستوری تعطل (Dead lock) پیدا ہو گیا ہے اور وہاں کی حکومت عام دستوری (Constitutional) مشنری کے ماتحت نہیں چلائی جا سکتی۔ تو وہ اس کا اعلان ایک Proclamation یا اعلان کے ذریعے سے کر سکتا ہے اور ریاست کی حکومت کے سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے اور پارلیمنٹ کو اس کا اختیار دے سکتا ہے کہ وہ قانون بنانے میں (Legislation) کے

اختیارات اس خاص ریاست کے بارے میں استعمال کرے۔ افراد
(Individuals) کے متعلق بھی وہ دستور کے کسی حصّے کو بھی
معطل (Suspend) کر سکتا ہے۔ مگر ہائی کورٹ کے اختیارات اپنے
ہاتھ میں نہیں لے سکتا اور نہ اس کے متعلق دستور کی کسی دفعہ کو معطل
کر سکتا ہے۔ پارلیمنٹ صدر کو اس کا اختیار دے سکتی ہے کہ وہ اس ریاست
کے بارے میں قانون بنائے۔ وہ اس ریاست میں آرڈیننس Ordinance
بھی نافذ کر سکتا ہے۔ لیکن اس وقت جبکہ پارلیمنٹ کا اجلاس ہو رہا ہو
ایوان عام (House of People) کے اجلاس نہ ہونے کی
صورت میں وہ ریاست کے سرمایۂ محفوظ (Consolidated Fund)
میں سے رقم خرچ کرنے کی منظوری دے سکتا ہے۔

اگر صدر کو اس کا اطمینان ہو جائے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو گئی
ہے کہ جس سے ہند یونین یا اس کے کسی حصّے کی مالی ساکھ خطرہ میں پڑ گئی
ہے تو وہ ایک مالی ہنگامی صورت حال (Financial Emergency)
کے پیدا ہو جانے کا اعلان کر سکتا ہے اور ضروری ہدایتیں دے سکتا ہے
جن میں سرکاری ملازموں کی تنخواہوں اور الاؤنسوں میں تخفیف بھی
شامل ہوگی۔ ریاستی قانون ساز جماعتوں کے منظور کردہ مالی بلوں
(Financial Bills) کے لئے بھی صدر کی منظوری ضروری ہوگی۔

نائب صدر Vice President

ہند کی جمہوریہ کا ایک
نائب صدر (Vice President) بھی ہوگا جو اپنے عہدے
کے اعتبار سے (Ex-Officio) ریاستوں کی کونسل (Council-of States)
یا مرکزی بالائی مجلس قانون ساز Central upper-chamber.

کا صدر ہوگا۔ اس اعتبار سے جمہوریہ ہند کا نائب صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ (U.S.A.) کے نائب صدر کی مانند ہے اگر بدت استعفی بیماری یا برطرفی کی وجہ سے جمہوریہ کی صدارت کا عہدہ خالی ہو جائے تو نائب صدر اس تاریخ تک کام کریگا جب تک کہ نئے صدر کا انتخاب نہ ہو جائے اور وہ اپنا عہدہ سنبھال نہ لے۔

وائس پریسیڈنٹ یا نائب صدر کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ممبر ایک مشترک اجلاس (Joint Session) میں کریں گے یہ انتخاب متناسبی نمائندگی (Proportional Representation) اور اکہرے قابل انتقال ووٹ (Single Transferable Vote) کے ذریعے سے ہوگا۔ ہند یونین کا ہر شہری بشرطیکہ اس نے اپنی عمر کے ۳۵ سال پورے کر لئے ہوں اور ریاستوں کی کونسل (Council-of States) کی ممبری کے لیئے انتخاب کی شرطیں پوری کرتا ہو۔ نائب صدر منتخب ہونے کا اہل ہوسکتا ہے۔ تحریک عدم اعتماد پاس ہونے کی صورت میں یا ناقابلیت کی صورت میں اسے اس کے عہدہ سے ہٹایا جاسکتا ہے۔

وزیروں کی کونسل Council of Ministers

دستور کی رو سے ایک وزیروں کی کونسل Council of Ministers ہوگی جس کا لیڈر وزیر اعظم ہوگا۔ اس کونسل کا کام صدر کو اس کے فرائض کی بجا آوری میں مشورہ دینا ہوگا۔ وزیر اعظم (Prime Minister) کا تقرر صدر President کرے گا۔ دوسرے وزیروں کا تقرر وزیر اعظم کی سفارش پر صدر کرے گا۔ وزیر اعظم کونسل یا کابینہ (Cabinet) کے فیصلوں کی اطلاع صدر کو برابر دیتا رہیگا۔

اور ہر قسم کی اطلاع بھی اسے دیا کرے گا۔ وزیر اپنے عہدوں پر اس وقت تک رہیں گے جب تک کہ صدر مناسب سمجھے۔ وزیروں کی کونسل ایوان عام (House of People) کے سامنے مجموعی حیثیت سے جواب دہ اور ذمہ دار (Responsible) ہوگی۔ وزیروں کو عہدہ سنبھالنے سے پہلے عہدے اور رازداری (Secrecy) کا عہد لینا پڑے گا۔ ان کو وہی تنخواہیں دی جائیں گی جو ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء سے پہلے وزیروں کو دی جاتی تھیں۔

تیسرا باب

پارلیمنٹ Parliament

نئے دستور کی رو سے جمہوریۂ ہند کی مرکزی مجلس قانون ساز (Central Legislature) کا نام پارلیمنٹ ہوگا جو صدر جمہوریہ اور دو ایوانوں پر مشتمل ہوگی۔ ان ایوانوں (Houses) کے نام ریاستوں کی کونسل (Council of States) اور ایوان عام یا (House of People) ہوں گے۔ صدر پارلیمنٹ کا ایک بہت اہم جزو ہے اس لیے کہ دونوں ایوانوں کے پاس کیے ہوئے بل یا قوانین بغیر اس کی منظوری کے ملک کا قانون نہیں بن سکتے اور ہند یونین کے عاملانہ حاکم اعلیٰ (Executive Head) کی حیثیت سے صرف وہی ان قوانین کو نافذ کر سکتا ہے۔

ریاستوں کی کونسل Council of States وفاقی Federal

دستور کی طرح سے جمہوریہ ہند کے دستور میں بھی مرکزی مجلس قانون ساز (Central Legislature) دو ایوانی (Bicameral) ہے۔ ریاستوں کی کونسل وفاقی وحدتوں (Federal Units) یا ریاستوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ یہ ایک مستقل جماعت (Permanent Body) ہے اس کے ممبروں کی ایک تہائی تعداد ہر دوسرے سال کے ختم ہونے پر ریٹائر ہو جایا کرے گی۔ اس کے ممبروں کی زیادہ سے زیادہ تعداد ۲۵۰ ہوگی۔ ان میں سے ۱۲ کو صدر جمہوریہ نامزد کرے گا۔ یہ وہ اشخاص ہوں گے جو علوم، فنون، سائنس، ادب یا سماجی جذبات (Social Service) میں غیر معمولی پوزیشن کے مالک ہوں۔ باقی ماندہ ریاستوں کے نمائندے ہوں گے۔ چوتھے شیڈول میں ریاستوں کی نمائندگی کی تفصیل دی ہوئی ہے۔ پہلے شیڈول کا حصہ الف (Part A) میں مندرج ریاستوں یعنی گورنروں کے صوبوں کو ۱۴۵ سیٹیں نشستیں حاصل ہوں گی بقیہ ۳۰ سیٹیں (نشستیں) پہلے شیڈول کے حصہ ہائے ب اور س (Parts B and C) میں مندرج ریاستوں کو حاصل ہوں گی۔ ریاستوں کی کاؤنسل کا انتخاب بالواسطہ (Indirect) ہوا کرے گا اسے عام لوگ یا جمہور نہیں منتخب کریں گے بلکہ ایک انتخابی کالج (Electoral College) منتخب کیا کرے گا جو صوبہ کی اسمبلی کے منتخبہ ممبروں پر مشتمل ہوگا۔ یہ انتخاب متناسبی نمائندگی (Proportional Representation) اور اکہرے قابل انتقال ووٹ (Single transferable Vote) کے ذریعے سے ہوگا پہلے شیڈول کے حصہ س (Part C) میں مندرج ریاستوں کی

نمائندگی کے بارے میں پارلیمنٹ جو طریقہ مناسب سمجھے گی طے کرے گی اور اس کے مطابق ان ریاستوں کو اس جماعت میں نمائندگی دی جائے گی۔

پارلیمنٹ کے ایوان عام House of People

ایوان زیرین (Lower House) کا نام ایوان عام یا (House of People) ہوگا اس کے ممبروں کی زیادہ سے زیادہ تعداد پانچ سو ہوگی ان ممبروں کا انتخاب براہ راست اور بلا واسطہ (Direct) عام ووٹرز کریں گے۔ شیڈول میں مندرج ذاتوں یعنی اچھوتوں اور قبیلوں کے لئے سیٹیں محفوظ (Reserve) کردی گئی ہیں۔ اینگلو انڈینوں (Anglo-Indian) کے نمائندوں کو صدر جمہوریہ معقول نمائندگی نہ ہونے کی صورت میں ایوان کا ممبر نامزد کرسکتا ہے۔ ہندیونین کی ریاستیں علاقہ وار انتخابی علقوں (Terri-torial Constituencies) میں یا تو تقسیم کردی جائیں گی یا ایک دوسرے کے ساتھ ملادی جائیں گی ایسے ہر حلقے کے نمائندے ہوں گے۔ ان کی تعداد اس طرح مقرر کی جائے گی کہ ہر ساڑھے سات لاکھ باشندوں کا کم سے کم ایک نمائندہ ضرور ہو اور ۵ لاکھ باشندوں کے لئے کسی طرح ایک سے زیادہ نمائندہ نہ ہو۔ بالعموم ایوان عام ۵ سال تک کام کرے گا۔ بجز اس کے کہ وہ اس سے پہلے منتشر یا برخاست Dissolve کردیا جائے ہنگامی (Emergency) صورت حال میں اس کی مدت کار بیک وقت میں ایک سال کی توسیع کی جاسکتی ہے لیکن اس صورت حال کے اعلان (Proclamation) کے واپس

لئے جانے کے بعد چھ مہینہ سے زیادہ کی توسیع نہیں دی جاسکتی۔
ہند یونین کے ہر علاقہ واری انتخابی حلقے — Territorial)
Constituency) سے جتنے نمائندے کسی وقت بھی چُنے
جائیں گے۔ ان کی تعداد کو حلقے کی اس آبادی سے جو پچھلی مردم شماری
(Census) میں معلوم کی گئی ہو۔ سارے ملک میں ایک ہی نسبت
(Proportion) ہونی چاہیئے۔

اس مقصد کے لئے کہ الکشن جائز طریقے سے ہوں ایک آزاد اور غیر جانب دار الکشن کمیشن مقرر کیا جائے گا جو رائے دہندوں Voters کی فہرست تیار کرے گا اور الکشن کی نگرانی کرے گا۔ چیف الکشن کمشنر کو بدیں وجہ ایک آزاد اور غیر جانب دارانہ پوزیشن دی جائے گی۔

اجلاس Session دستور کی رو سے سال میں کم سے کم دو بار دونوں ایوانوں کے اجلاس ہونے چاہئیں اور ایک اجلاس Session کے آخری اور آئندہ اجلاس (Session) کی پہلی نشست Sitting کی تاریخ کے درمیان چھ مہینہ سے زیادہ کا وقفہ نہ ہونا چاہیئے۔

ہر ایوان کے ممبروں کی ۱/۱۰ تعداد کی حاضری کے بغیر اس ایوان کا اجلاس نہ ہو سکے گا۔ ہر مسئلہ حاضر اور ووٹ دینے والے ممبروں کی اکثریت سے طے کیا جائے گا۔ ہر ایوان کے صدر کو کاسٹنگ (Casting) ووٹ دینے کا حق بھی حاصل رہے گا۔

ایوان عام (House of People) کے صدر کا نام اسپیکر (Speaker) اور نائب صدر کا ڈپٹی اسپیکر ہوگا۔ ایوان بالا (Upper Chamber) یا ریاستی کاؤنسل (Council of States)

کے صدر کا نام چیرمین (Chairman) اور نائب صدر کا ڈپٹی چیرمین ہوگا۔

ممبری کی شرطیں Qualifications

ہر وہ شخص پارلیمنٹ کا ممبر ہو سکتا ہے جو ہندوستان کا شہری ہو۔ ریاستی کونسل (Council of States) کی ممبری کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی عمر کے ۳۰ سال پورے کر چکا ہو۔ ایوان عام (House of People) کے لئے کم سے کم ۲۵ سال کا ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ وہ تمام شرطیں یا اہلیتیں پائی جانی چاہییں جو پارلیمنٹ کی طرف سے مقرر کی جائیں۔

ممبروں کے نا قابل ہو جانے کی صورتیں

وہ شخص پارلیمنٹ کا ممبر نہیں رہ سکتا جو ہندیونین کی کسی گورنمنٹ کے ماتحت کسی ایسے عہدہ یا ملازمت پہ ہو جس پہ معاوضہ دیا جاتا ہو یا پاگل ہو گیا ہو یا کسی دوسری اسٹیٹ کا شہری بن گیا ہو یا پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے کسی قانون کے ذریعے یا اس کے ماتحت نا اہل قرار دے دیا گیا ہو۔

ممبری کے متعلق سارے جھگڑے صدر جمہوریہ کے پاس فیصلے کے لئے بھیجے جائیں گے جو ان سارے مسئلوں میں الکشن کمیشن کے مشورے کے مطابق فیصلہ کرے گا۔

ممبروں کے اختیارات Privileges

پارلیمنٹ کی کارروائی کو ضابطے میں لانے کے لئے جو قاعدے اور مستقل حکم ہوں ان کا لحاظ رکھتے ہوئے پارلیمنٹ میں ممبروں کو تقریر کی آزادی حاصل ہوگی۔ پارلیمنٹ یا اس کی کسی کمیٹی میں کوئی بات کہنے یا رائے دینے کی بنا پر پارلیمنٹ کے ممبروں کے خلاف کسی عدالت میں کارروائی نہ

کی جاسکے گی ۔ اور پارلیمنٹ کا کوئی ایوان کوئی رپورٹ یا روئیداد یا شمار و روداد شائع کرے یا اپنے اختیار سے کرائے تو اس سلسلے میں بھی کسی عدالت میں کوئی کارروائی نہ کی جاسکے گی ۔ جب تک کہ پارلیمنٹ تصریح نہ کرے ۔ اس وقت تک ممبروں کو وہ تمام اختیارات (Privileges) حاصل رہیں گے جو برطانوی دار العوام (British House of Commons) کے ممبروں کو حاصل ہیں

قانون سازی کا ضابطہ Legislature Procedure

اگرچہ پارلیمنٹ دو ایوانی (Bicamery) ہے مگر دستور نے قانون سازی (Legislature) میں ایوان عام (House of People) کو زیادہ با اختیار رکھا ہے ۔ مالی معاملوں میں اسی کا فیصلہ آخری ہے ۔ ضابطے (Procedure) کی تفصیلات پارلیمنٹ کا ہر ایوان خود طے کرے گا ۔ دستور نے صرف اصولی ضابطے بیان کر دیے ہیں ۔ ان ضابطوں کی رو سے ہر قانون . بجز مالیاتی بل (Financial Bill) کے کسی بھی ایوان میں پیش کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن مالیاتی بل صرف ایوان عام (House of People) ہی میں پیش کیا جاسکتا ہے ۔ اس کی منظوری کے بعد سے ریاستی کونسل (Council of States) میں بھیجا جائے گا جسے دو ہفتہ کے اندر اپنی سفارش کے ساتھ ایوان عام میں واپس بھیج دینا کونسل کے لئے ضروری ہوگا ۔ ایوان عام کو اختیار ہے کہ ریاستی کونسل کی سفارش کو مان لے یا نامنظور کر دے جس صورت میں بھی یہ قانون ایوان عام سے منظور کیا جائے گا اس سے متعلق سمجھا جائیگا ۔

کہ اسے دونوں ایوانوں نے منظور کر لیا ہے۔

مالی ضابطہ Financial Procedure

صدر جمہوریہ دونوں ایوانوں (Houses) میں ہر مالی سال (Financial Year) کے متعلق ہند کی حکومت کی آمدنی اور خرچ کا تخمینہ پیش کرائے گا جو سالانہ بجٹ (Budget) کہلائے گا۔ سالانہ بجٹ میں مصارف کے جو تخمینے شامل ہوں گے ان میں وہ رقمیں الگ الگ دکھائی جائیں گی۔

(الف) جو اس خرچ کو پورا کرنے کے لئے جسے دستور میں ہند کی آمدنی سے واجب الادا قرار دیا گیا ہو ضروری ہوگا۔

(ب) جس سے دوسرا خرچ جو ہند یونین کی آمدنی سے کیا جانا تجویز ہوا ہے پورا ہوگا۔

(الف) میں صدر جمہوریہ کی تنخواہ اور الاؤنس (Allowance) اور اس کے عہدے کے متعلق دوسرے مصارف یا ریاستوں کی کونسل اور ایوان عام کے چیرمین، ڈپٹی چیرمین، اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر، کی تنخواہیں اور الاؤنس قرضے کے متعلق مطالبات مع سود قرض ادائیگی فنڈ، سپریم کورٹ کے ججوں کی تنخواہیں، الاؤنس (Allowances) اور پنشن، فیڈرل کورٹ کے ججوں کی پنشن، ہائی کورٹ کے ججوں کی پنشن، ایسی رقمیں جو کسی عدالت کے حکم، ڈگری یا فیصلہ کے مطابق دینی ہوں یا اور کوئی خرچ جسے پارلیمنٹ قانون کے ذریعے واجب الادا قرار دے، شامل ہوں گی۔ واجب الادا خرچ سے متعلق تخمینے پارلیمنٹ کے سامنے ووٹ کے لئے نہ پیش کئے جائیں گے مگر ان پر بحث

کی جاسکے گی۔

تخمینوں کا وہ حصہ جس کا تعلق دوسرے مصارف یا حصہ (ب) سے ہے ایوان عام میں خرچ کے مطالبوں (Demand for Grants) کی شکل میں پیش کیا جائے گا اور ایوان کو کسی مطالبے کے منظور یا نامنظور کرنے یا کم کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہوگا۔ اس میں ریاستوں کی کونسل کی منظوری کی ضرورت نہیں۔ مطالبوں کی منظوری کے بعد صرف میں لانے کا بل — (Appropriation Bill) جو مصارف کی دونوں قسموں پر مشتمل ہوگا ایوان عام میں پیش کیا جائے گا۔ اس میں کسی قسم کی کمی و بیشی نہ کی جاسکیگی جملہ مصارف اس بل کے مطابق ادا کیئے جائیں گے۔ فنانس بل (Financial Bill) میں ٹیکسوں کے متعلق گورنمنٹ کی تجویزیں ہوں گی۔ اسے صدر جمہوریہ کی سفارش پر ایوان عام میں منظوری کی غرض سے پیش کیا جائے گا۔ اور ایوان کی منظوری کے بعد اس کا نفاذ ہوگا۔ ایوان عام کو اس کا حق حاصل ہے کہ مالیات سے متعلق ضابطے کی تکمیل سے پہلے کسی رقم کی منظوری کے متعلق بحث کرے۔ اس طرح سے ایوان کو بجٹ پر بحث کرنے کا زیادہ موقعہ ملے گا اور اس کے لئے یہ ضروری نہ رہے گا کہ وہ ہر مطالبہ کی منظوری کے بارے میں اپنی رائے صرف مالی سال کے خاتمہ پر دے سکے۔ اگر کسی مالی سال میں اس خرچ کے علاوہ جو ہند کی آمدنی سے اس سال کے لئے پہلے سے منظور کیا گیا ہو مزید خرچ کی ضرورت پڑ جائے تو ایوان صدر کی سفارش پر اس قسم کے زائد مطالبوں کی منظوری دے سکتا ہے۔ ایوان کی منظوری

ہونے سے پہلے صدر ہنگامی یا فوری ضرورتوں کے فنڈ (Contengency Fund) ان مطالبات کی ادائیگی پیشگی کے طریقے پر کر سکتا ہے۔

حصہ سوم

ریاستیں States

(دستور کی رو سے ہند یونین کی وحدتوں (Units) کا نام ریاستیں (States) ہے ان کی صراحت شیڈول اوّل کے حصہ ہائے الف، ب اور س (Part A. B and C. of the first Schedul) میں کی گئی ہے)

پہلا باب

عاملہ Executive

ہر ریاست کا عاملانہ Executive اختیار گورنر کو حاصل ہوگا جو اسے یا تو خود براہ راست استعمال کرے گا یا اپنے ماتحت افسروں کے ذریعے سے لیکن پارلیمنٹ یا ریاست کی مجلس قانون ساز (Legislature) کو اس کا حق حاصل ہوگا کہ وہ قانون کے ذریعے کوئی فرض یا خدمت کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے جو گورنر کے ماتحت نہ ہو۔

گورنر کو صدر مقرر کرے گا۔ گورنر اس تاریخ سے جس سے اس نے اپنا عہدہ سنبھالا ہو ۵ سال تک کام کرے گا صرف انھیں اشخاص کا تقرر اس عہدہ پر ہو سکتا ہے جو کم سے کم ۳۵ سال کے ہوں، اور جو یونین کے شہری ہوں اور کسی مجلس قانون ساز (Legislature) خواہ وہ مرکزی ہو یا صوبہ جاتی، کے ممبر نہ ہوں اگر کوئی شخص کسی ایسی مجلس کا ممبر ہے تو گورنر ہونے کی صورت میں اس کی نشست (Seat) مجلس قانون ساز میں خالی قرار دی جائے گی۔

گورنر کے رہنے کے لئے ایک خاص سرکاری عمارت ہوگی اور اسے ساڑھے پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ملا کرے گی۔ اس کے علاوہ وہ تمام الاؤنس اور خاص حق حاصل رہیں گے جو پہلے صوبوں Provinces کے گورنروں کو حاصل تھے۔

گورنر چیف منسٹر کا تقرر کرے گا اور اس کی سفارش پر دوسرے وزیروں کو مقرر کرے گا وہ ایڈوکیٹ جنرل بھی مقرر کرے گا۔ ریاست کے انتظام کے لئے قاعدے اور ضابطے بنائے گا۔ ایسے مجرموں کو معاف کر دینے ان کی سزا کم کر دینے، ملتوی کر دینے، باقی سزا معاف کر دینے کا حق حاصل ہے۔ ریاستوں کی مجلس قانون ساز (Legislature) کے اجلاس وہی طلب کر سکتا ہے اور وہی ان اجلاسوں کو ملتوی کر سکتا ہے۔ اسمبلی کو برخاست کر سکتا ہے۔ اسمبلی، مجلس قانون ساز کے منظور کردہ جملہ بلوں پر یا تو خود اپنی منظوری دے سکتا ہے یا انھیں صدر کے مزید غور کے لئے محفوظ (Reserve) رکھ سکتا ہے۔ وہ کسی قانون کو مجلس قانون ساز کے پاس دوبارہ غور کے لئے واپس بھیج سکتا ہے اور

پیام یا (Message) بھیج سکتا ہے۔ اور ایوانوں کو مخاطب
(Address) کر سکتا ہے یعنی ان کے اجلاس میں تقریر کر سکتا ہے۔
صدر جمہوریہ کی طرح گورنر بھی مجلس قانون ساز کی تعطیل کے زمانے
میں آرڈیننس بھی جاری کر سکتا ہے۔ بغیر اس کی سفارش کے کوئی
مالی بل (Financial) مجلس قانون ساز میں نہیں پیش کیا جا سکتا
اور نہ کوئی مالی مطالبہ منظوری کی غرض سے پیش کیا جا سکتا ہے
مرکز کی طرح سے ریاستوں میں گورنر کو اس کے فرائض کی انجام
دہی میں مدد اور مشورہ دینے کے لئے وزیروں کی کونسل (Council
of Ministers) ہوا کرے گی۔ گورنر کو مناسب اور ضروری اطلاع
پہنچانے اور اسے بہ حیثیت ریاست کے عاملانہ حاکم اعلیٰ
(Executive Head) کے اپنے فرائض کو موثر طریقے سے
بجا لانے کے لئے چیف منسٹر کے لئے ضروری ہوگا کہ ایڈمنسٹریشن
یا نظم و نسق اور قانون سازی (Legislature) کے متعلق وزیروں
کی کونسل کے سارے فیصلے پیش کرے۔ اور ان دونوں معاملوں کے
بارے میں گورنر کو جملہ ضروری اطلاعات پہنچانے اور گورنر کی خواہش
پر وزیروں کی کونسل یا کابینہ (Cabinet) کے سامنے ایسے تمام
معاملات پیش کرے جن پر اس وقت تک وزیروں کی کونسل نے غور
نہیں کیا ہے۔ دستور کی رو سے بہار، مدھیہ پرانت یا صوبجات متوسط
(Central Province) اور اڑیسہ کی ریاستوں میں ایک
ایسا وزیر بھی ہوا کرے گا جو قبیلوں (Tribes) کی بھلائی کا
ذمہ دار ہوگا۔

۱۹۴۵ء

کناڈا کے لفٹنٹ گورنروں اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت گورنروں کی طرح جدید دستور کے ماتحت ریاستی گورنروں کا بھی فرض خصوصی ہوگا کہ مرکزی حکومت کی ہدایتوں اور احکام کی پوری پوری تعمیل کریں اور اس پر خاص توجہ مبذول کریں کہ اُن کی تعمیل ریاستی حکومتیں کرتی ہیں۔ ہنگامی صورت حال میں صدر جمہوریہ گورنر کو کسی امر میں بھی کام کرنے کا حکم دے سکتا ہے خواہ اس کی تصریح دستور میں نہ کی گئی ہو۔

پہلے شیڈول کے حصہ ب (Part B) میں مندرج ریاستوں کا عاملانہ (Executive) اختیار راج پرمکھوں (Raj-Pramukh) کو حاصل ہوگا۔ ان کا تقرر گورنمنٹ آف انڈیا اور ہندوستانی ریاستوں کی یونینوں (Union of States) یا ہندوستانی ریاستوں (Indian States) کے باہمی معاہدوں کی رو سے ہوا تھا۔ صرف جموں اور کشمیر کا حکمراں اس سے مستثنیٰ ہے ان معاہدوں کی رو سے راج پرمکھوں کی تنخواہیں طے کردی گئی ہیں۔ رہنے کے لیے سرکاری عمارتیں ملیں گی ان کے علاوہ وہ الاؤنس (Allowance) ملیں گے جنہیں صدر جمہوریہ طے کرے۔ دوسری ریاستوں کی طرح سے ان ریاستوں میں بھی راج پرمکھ کو مدد اور مشورہ دینے کے لیے وزیروں کی کونسل ہوا کرے گی۔

عبوری دور (Transition Period) یا اس وقت تک کہ ضابطہ مجلس قانون ساز (Legislature) کا انتخاب عمل میں آئے اور مناسب وزیروں کی کونسل کا تقرر عمل میں آئے ان وزیروں

کو راج پر کمہ مقرر کیا کریں گے۔ چوں کہ اب تک اکثر و بیشتر ریاستوں میں ذمہ وار حکومت (Responsible Govt.) نہ تھی اس لئے عبوری دور کچھ عرصے تک رہے گا۔ اس لئے دستور میں یہ دفعہ (Article) رکھی گئی ہے کہ دس سال تک یا کسی ایسی مدّت تک جسے پارلیمنٹ طے کرے۔ ان ریاستوں کی حکومتیں حکومت ہند کی نگرانی میں کام کریں گی اور ان کا فرض ہوگا کہ صدر کی ہدایتوں پر پوری طرح سے کاربند ہوں۔ اگر ان حکومتوں نے ان ہدایتوں پر عمل نہ کیا تو یہ دستور کی خلاف ورزی متصور ہوگی۔

ریاست جموں اور کشمیر کے معاملات میں مرکز صرف انہی معاملوں میں مداخلت کر سکتا ہے جن کی تصریح یونین اور مشترک یا متوازی (Concurrent) فہرستوں میں کر دی گئی ہے یعنی صرف انہی امور میں جو وثیقہ شمولیت (Instrument of Access) کی رو سے ہند یونین کو دے دیئے گئے ہیں۔ دوسرے امور میں مرکز صرف اسی وقت دخل دے سکتا ہے کہ جب ریاستی حکومت اور مرکزی حکومت میں اس بارہ میں معاہدہ ہو جائے۔

پہلے شیڈول کے حصہ ج (Part C) میں مندرج ریاستوں کا نظم و نسق (Administration) صدر جمہوریہ کی طرف سے چیف کمشنر کریں گے جن کا تقرر صدر کرے گا۔ ان کا انتظام پڑوس کی ریاست بھی کر سکتی ہے پارلیمنٹ ان ریاستوں کے مشاورتی کونسلوں (Advisory Councils) اور وزیروں کی کونسل کے بارے میں دفعات منظور کر سکتی ہے۔ ان کے اختیارات اور فرائض کی صداقت کر سکتی ہے۔

دوسرا باب

ریاستی مجلس قانون ساز State Legislature

مرکز کی طرح سے ریاستی مجلس قانون ساز (Legislature) گورنر یا ایک یا دو ایوان مجلس قانون ساز پر مشتمل ہوگی۔ مدراس، بمبئی، یوپی یا اتر پردیش، پنجاب، مغربی بنگال، اور بہار میں دو ایوان (Bicameral) مجلس قانون ساز ہوگی جو لجیسلیٹو اسمبلی (Legislative Assembly) اور لجیسلیٹو کونسل (Legislative Council) پر مشتمل ہوگی۔ بقیہ ریاستوں میں ایک ایوانی (Uni-cameral) مجلس قانون ساز ہوگی۔ مگر پارلیمنٹ جس وقت چاہے کسی ریاست کی لجیسلیٹو کونسل کو ختم کر سکتی ہے۔ کسی ریاست میں اسے قائم کر سکتی ہے۔ اگر متعلقہ ریاست (State Concerned) کی اسمبلی اس بارہ میں ریزولوشن پاس کر دے۔ پارلیمنٹ کا اس قسم کا فیصلہ یا قانون دستور میں ترمیم (Amendment) کے مترادف نہ سمجھا جائے گا۔

بالعموم لجسلیٹو اسمبلی Legislature Assembly کی مدت کار ۵ سال ہوگی۔ بجز اس کے Legislature Assembly کہ وہ اس سے پہلے برخاست کر دی جائے۔ ہنگامی صورت حال میں مرکزی ایوان زیریں (Central Lower Chamber) کی طرح اس کی مدت کار میں ایک سال کی توسیع کی جا سکتی ہے لیکن ہنگامی صورت

حالت (Emergency) کے ختم ہونے سے سرکاری اعلان کے چھ مہینے کے بعد اسے برخاست کر دیا جائے گا۔ دستور کی رو سے کسی ریاست کی اسمبلی کے ممبروں کی تعداد ۵ سو سے زیادہ اور ساٹھ سے کم نہ ہوگی۔ ممبروں کا انتخاب آبادی کی بنا پر کیا جائے گا۔ ریاست کے ہر ۷۰ ہزار آدمیوں پر ایک نمائندہ اسمبلی میں لیا جائے گا مگر آسام کے خود مختار (Districts) اضلاع (Autonomus) اور شیلانگ کی میونسپلٹی اس سے مستثنیٰ رہے گی۔ اس لئے کہ وہاں کی آبادی اس قدر کم ہے کہ اس متناسب (Proportion) کی بنا پر نمائندگی نہیں دی جاسکتی۔ ریاستوں کی آبادی کا فیصلہ پچھلی مردم شماری (Cencus) کی بنیاد پر کیا جائے گا بجز شیڈولڈ قبیلوں (Tribes) اور شیڈولڈ (Scheduled) ذاتوں یعنی پست اقوام (Depressed classes) کے اور کسی فرقہ کے لئے نشستیں (Seats) محفوظ (Reserve) نہ کی جائیں گی۔ اگر گورنر سمجھے کہ اینگلو انڈینوں (Anglo Indians) کو اسمبلی میں نمائندگی کی ضرورت ہے یا ان کی نمائندگی کم ہوئی ہے تو وہ اس فرقہ کے ممبروں کو اسمبلی کا ممبر نامزد کر سکتا ہے۔

لجسلیٹو اسمبلی کی ممبری کی شرطیں یہ ہیں کہ ممبر ہند یونین کا شہری ہو، اپنی عمر کے ۲۵ سال پورے کر چکا ہو اور اس میں وہ تمام شرطیں موجود ہوں جو پارلیمنٹ نے مقرر کی ہوں۔ لجسلیٹو کاؤنسل (Legislature Council) کم سے کم ۴۰ ممبروں پر مشتمل ہوگی اور کسی صورت میں بھی کسی ریاست کی اسمبلی کی ⅓ تعداد سے زیادہ

نہ ہوگی اس کے ممبروں میں مختلف قسم کے لوگ شامل ہوں گے۔ ایک
تہائی ممبروں کا انتخاب میونسپل بورڈ، ڈسٹرکٹ بورڈ اور ایسی دوسری
تمام مقامی جماعتیں (Local Bodies) کریں گی جن کو پارلیمنٹ
اس کا حق عطا کرے۔ ۱/۱۲ تعداد کا انتخاب وہ رجسٹرڈ گریجویٹس (Regis-
tered Graduates) کریں گے جنہیں رجسٹرڈ کرائے ہوئے ۳ سال
ہو گئے ہوں۔ ۱/۱۲ کا انتخاب کم سے کم تین سال کا تعلیمی تجربہ رکھنے والے
ٹیچرز (Teachers) کریں گے۔ ان میں سکنڈری اسکولوں
(Secondary Schools) کے ٹیچرز بھی شامل ہوں گے۔ ایک تہائی
کا انتخاب لجسلیٹو اسمبلی کے ممبر غیر ممبروں (Non-Members)
میں سے کریں گے۔ بقیہ کو گورنر نامزد کرے گا۔ ان میں وہ تمام لوگ شامل
ہوں گے جو علوم، فنون، ادب (Literature) فنون لطیفہ
(Fine Art) کوآپریٹو (Co-operative) تحریک اور سوشل
سروس (Social Service) میں غیر معمولی پوزیشن کے مالک
ہوں۔ یہ مجلس ایک مستقل (Permanent) جماعت ہوگی۔ ہر
دوسرے سال اس کے ایک تہائی ممبروں کی مدت رکنیت
(Membership) ختم ہو جایا کرے گی اور نیا الکشن ہوا کریگا
ممبر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کم سے کم ۳۰ کی عمر ہو بقیہ شرطیں وہی ہیں
جو اسمبلی کے ممبری کے لئے ہیں۔
دستور کی رو سے پارلیمنٹ پہلے شیڈول کے حصہ میں Part C
میں مندرج ریاستوں میں مجلس قانون ساز Legislatione
قائم کر سکتی ہے۔

ریاستی مجالس قانون ساز (Legislature) کے ممبروں کو وہ تمام رعائتیں اور حقوق Privileges حاصل ہوں گے جو مرکزی مجالس قانون ساز Legislatures کے ممبروں کو حاصل ہیں۔

ریاستی مجالس قانون ساز کی قانون سازی کے ضابطے (Legislature Procedure) تقریباً وہی ہیں جو مرکزی مجلس قانون ساز کے ہیں۔ مالی بل (Financial Bill) کی ابتدا صرف اسمبلی میں کی جا سکے گی۔ کسی ریاست میں دو ایوان Bicameral مجلس قانون ساز Legislature ہونے کی صورت میں کوئی بل اس وقت تک پاس نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ دونوں ایوانوں نے اسے پاس نہ کر دیا ہو۔ اختلاف کی صورت میں دونوں ایوان کا مشترک اجلاس طلب کیا جائے گا اور اکثریت سے فیصلہ کیا جائے گا اور اس کے بعد جس شکل میں بھی قانون پاس ہو وہ دونوں ایوانوں سے پاس شدہ یا منظور کردہ قانون سمجھا جائے گا۔ مالی بل کی منظوری اسمبلی کے ہاتھ میں ہے۔

مرکز کی طرح ریاستوں کے بجٹ میں بھی خرچ کے جو تخمینے شامل ہونگے اس میں وہ رقمیں الگ الگ دکھائی جائیں گی۔ (ا) جو اس خرچ کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہوں جسے دستور میں ریاست کی آمدنی سے واجب الادا قرار دیا گیا ہے۔ اور (ب) جس سے دوسرا خرچ جو ریاست کی آمدنی سے کیا جانا تجویز ہوا ہے پورا ہوگا۔

مندرجہ ذیل خرچے ریاست کی آمدنی سے واجب الادا ہوں گے:۔
گورنر کی تنخواہ اور الاؤنس اور اس کے عہدے سے متعلق دوسرے خرچ

اسمبلی کے اسپیکر اور نائب اسپیکر Deputy Speaker کی تنخواہیں اور الاونس اور جس ریاست میں لیجسلیٹو کونسل بھی ہو وہاں اس کے صدر Chairman اور نائب صدر Deputy Chairman کی تنخواہیں اور الاونس، قرض سے متعلق مطالبے معہ سود، قرض ادائی فنڈ، اور قرض چکانے کے خرچوں کے جنہیں ادا کرنے کی ذمہ دار ریاستی سرکار ہو اور دوسرے خرچ جو قرض لینے، جاری رکھنے اور چکانے سے متعلق ہوں، وہ خرچ جو ہائی کورٹ کے ججوں کی تنخواہوں، الاونسوں اور پنشنوں کے متعلق ہو۔ ایسی رقمیں جو کسی عدالت کے حکم ڈگری یا فیصلے کے مطابق ادا ہونا ضروری ہوں اور کوئی خرچ جسے دستور یا ریاست کی قانون ساز جماعت قانون کے ذریعہ واجب الادا قرار دے۔ خرچ کے تخمینوں کا وہ حصہ جو ریاست کی آمدنی سے واجب الادا خرچ قرار دیا گیا ہو اسمبلی کے سامنے ووٹ کے لئے پیش نہ کیا جائے گا مگر تخمینوں کا وہ حصہ جس کا تعلق دوسرے خرچوں سے ہو گا اسمبلی میں خرچ کے مطالبوں کی شکل میں پیش کیا جائے گا اور اسمبلی کو اختیار ہو گا کہ وہ کسی مطالبے کو منظور یا نا منظور کر دے یا اس مطالبے کو کم کر دے۔ خرچ کا مطالبہ صرف گورنر کی سفارش پر کیا جا سکے گا۔

گورنر اپنے دستخط سے ایک شیڈول (Schedul) کی تصدیق کرے گا جس میں وہ رقمیں درج ہوں گی جن میں اسمبلی نے اپنے ووٹ سے منظور کر لیا ہو اور وہ مختلف رقمیں بھی درج ہوں گی جو ریاست کی آمدنی سے واجب الادا خرچ کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہوں لیکن ان میں کوئی رقم اس رقم سے زیادہ نہ ہو گی جو اس بجٹ میں درج تھی جسے اسمبلی کے سامنے پیش کیا جا چکا ہو جس شیڈول کی اس طرح تصدیق کر دی گئی ہو وہ اسمبلی میں پیش تو کیا

جائے گا۔ مگر قانون ساز جماعت میں اس پر نہ بحث ہو گی اور نہ ووٹ لیا جائیگا

اگر کسی مالی سال میں اس خرچ کے علاوہ جو ریاست کی آمدنی سے اس سال کے لئے پہلے سے منظور کر لیا گیا ہو زائد خرچ کی ضرورت پڑ جائے تو گورنر ایوان یا دونوں ایوانوں کے سامنے ایک ضمنی Supplementary کیفیت پیش کرائے گا جس میں زائد خرچ کے تخمینے درج ہوں گے اور وہی طریقہ یا Procedure اختیار کیا جائیگا جو بجٹ کے سلسلے میں اختیار کیا جاتا ہے۔

اگر کسی مالی سال میں ریاست کی آمدنی سے حکومت کے کسی ایسے محکمے پر جس کے خرچ کے لئے اسمبلی کی منظوری ضروری ہو اس رقم سے زیادہ خرچ ہو گیا ہے جو اس سال کے لئے منظور ہوئی تھی تو اس زائد خرچ کے لئے اسمبلی میں مطالبہ پیش کیا جائے گا اور وہی طریقہ اختیار کیا جائے گا جو خرچ کے مطالبے پر کیا جاتا ہے۔

حصہ چہارم

عدلیہ یا Judiciary

دستور نے عدلیہ Judiciary کو آزاد پوزیشن عطا کی ہے کیونکہ ایک وفاق (Federation) میں عدلیہ (Judiciary) دستور کی محافظ ہوتی ہے۔

پہلا باب

سپریم کورٹ Supreme Court

ہند یونین کی سب سے

بڑی عدالت سپریم کورٹ (Supreme Court) ہے جو ایک چیف جسٹس (Chief Justice) اور سات دوسرے ججوں پر مشتمل ہوگی نئے دستور کے ماتحت برطانوی پریوی کونسل (British Privy Council) ہندیونین کی اعلیٰ ترین عدالت نہیں رہے گی۔

سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا تقرر کرتے وقت صدر جمہوریہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ان ججوں سے مشورہ کرے گا جن سے مشورہ کرنا وہ ضروری اور مناسب سمجھے۔ عدالت کے دوسرے ججوں کے تقرر میں وہ چیف جسٹس سے مشورہ کرے گا۔

صرف وہی شخص اس عدالت کے جج ہونے کا اہل ہوسکتا ہے جو ہندیونین کا شہری ہو اور کم سے کم ۵ سال تک کسی ہائی کورٹ کا جج رہ چکا ہو یا کم سے کم ۱۰ سال تک کسی ہائی کورٹ کا ایڈوکیٹ رہ چکا ہو یا اس غیر معمولی قابلیت کا مالک ہو کہ اس عدالت کا جج ہوسکے ہر جج ۶۵ سال کی عمر تک کام کرسکتا ہے۔ اس طرح سے اپنی ملازمت کی مستقلی (Permanency) کا یقین دلایا گیا ہے۔ اسے ثابت شدہ بد اعمال یا نالائقی کی بناء پر برطرف کیا جاسکتا ہے۔ اگر پارلیمنٹ کے دونوں ایوان کے حاضر اور رائے دینے والے ممبروں کی دوتہائی اکثریت صدر جمہوریہ کے سامنے ایک ایڈریس (Address) پیش کرے تو صدر اسے علیحدہ کرسکتا ہے۔

کوئی شخص جو سپریم کورٹ کی ججی کے عہدے پر رہ چکا ہو۔ ہندیونین کی کسی عدالت یا بطور وکیل کے کام نہ کرسکے گا۔

چیف جسٹس اور ججوں کو رہنے کے لئے مفت مکان ملیں گے۔

چیف جسٹس کو ۵ ہزار اور دوسرے ججوں کو ۴ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ملے گی مگر کسی جج کی تنخواہ اور رخصت یا پنشن (Pension) کے حقوق میں اس کی تقرری کے بعد کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے گی جس سے اس کا نقصان ہو۔

اگر کسی وقت کام میں عارضی اضافے کی وجہ سے ضرورت محسوس ہو تو عارضی (Adhoc) اور زائد (Additional) جج مقرر کئے جا سکتے ہیں۔ چیف جسٹس صدر جمہوریہ کی منظوری سے ایسے شخصوں کو جو جج مقرر کئے جانے کی شرطیں پوری کرتے ہوں مقرر کر سکتا ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ (U.S.A.) کی طرح ہند یونین میں بھی ریٹائرڈ (Retired) ججوں کو چیف جسٹس صدر جمہوریہ کی منظوری سے جج مقرر کر سکتا ہے۔ ان کو دوسرے ججوں کی طرح اختیار سماعت حاصل ہوگا۔

چیف جسٹس کی عدم موجودگی میں صدر سپریم کورٹ کے کسی جج کو اس عہدے پر مقرر کرے گا۔ بالعموم سپریم کورٹ کے اجلاس دہلی ہی میں ہوا کریں گے۔ لیکن صدر کی منظوری کے بعد چیف جسٹس دوسری جگہوں پر بھی اس کے اجلاس طلب کر سکتا ہے۔

دائرہ اختیار Jurisdiction جدید دستور کی رو سے سپریم کورٹ کو بہت زیادہ وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ دستور کی آخری تشریح اور تعبیر (Final Interpretation) یہی کرتی ہے سول (Civil) مقدموں میں یہی آخری عدالت اپیل (Final Court of Appeal) ہے جو فوجداری (Criminal)

مقدموں میں بھی یہ اپنے ہاں اپیل کرنے کی خاص اجازت دے سکتی ہے۔ تصریح شدہ (Specified) مقدمات میں اسے اپیل سننے کا اختیار ہے۔ اس کے علاوہ یہ توہین عدالت (Contempt of Court) کا مقدمہ بھی چلا سکتی ہے۔ یہ نظیری عدالت (Court Record) بھی ہے۔

ابتدائی اختیار سماعت Original jurisditions

اگر ہند یونین کی حکومت اور کسی ریاست یا ریاستوں کے درمیان کسی دستوری (Constitutional) مسئلہ پر اختلاف ہو تو سپریم کورٹ کو اس اختلافی مسئلے پر ابتدائی اختیار سماعت حاصل ہے لیکن ہند یونین اور ہندوستانی ریاستوں کے مابین سمجھوتے اور معاہدے اور ان سے متعلق مسئلے سپریم کورٹ کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔

اپیل سننے کا اختیار

سپریم کورٹ کو دستوری سول اور فوجداری مقدمات میں اپیل سننے کا اختیار حاصل ہے۔ دستوری معاملوں میں اس کی اپیل کی جائے گی۔ اگر کوئی ہائی کورٹ اس کی تصدیق کر دے کہ اس خاص مسئلے میں کوئی اہم قانونی پیچیدگی پائی جاتی ہے۔ اگر سپریم کورٹ کی صوابدید discretor میں کسی مسئلے میں کوئی قانونی پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے تو وہ خود اپیل کرنے کی خاص اجازت دے سکتی ہے۔

سول مقدموں (Civil Cases) کی سپریم کورٹ میں اپیل کی جا سکے گی۔ بشرطیکہ ہائی کورٹ اس کی تصدیق (Certify) کر دے کہ کم سے کم ۲۰ ہزار روپیہ کی مالیت کا مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ فوجداری مقدموں میں سپریم کورٹ میں اس وقت اپیل کی جا سکتی ہے کہ جب

(۱) ہائی کورٹ نے اپیل پر مجرم کی بریت (Acquittal) کے فیصلے کو بدل دیا ہو اور اسے سزائے موت دے دی ہو یا (۲) کسی ماتحت عدالت سے مقدمہ خود اپنے ہاں لے لیا ہو اور مجرم کو سزائے موت دے دی ہو یا (۳) اس کی تصدیق کر دی ہو کہ اس مقدمہ کی اپیل سپریم کورٹ میں کی جا سکتی ہے۔ پارلیمنٹ فوجداری مقدموں میں سپریم کورٹ کا دائرہ اختیار وسیع کر سکتی ہے۔

اس کے علاوہ سپریم کورٹ کو فیڈرل کورٹ کی طرح اور دوسرے معاملوں میں بھی اختیارات حاصل ہیں جن کی تصریح دستور میں نہیں کی گئی ہے۔ اس کو تمام عدالتوں کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے کے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ فوجی عدالتوں کے سوا ہر عدالت کے فیصلے کے خلاف یہ اپیل کرنے کی اجازت دے سکتی ہے۔

مشاورتی Advisory Functions | سپریم کورٹ کو بعض مشاورتی فرائض بھی انجام دینے ہیں صدر جمہوریہ کسی بھی اہم دستوری نکتے پر سپریم کورٹ کا مشورہ طلب کر سکتا ہے اس میں ہندوستانی ریاستوں سے ہندیونین کے سمجھوتے اور معاہدے (جن کے بارے میں کسی قسم کا اختلاف ہو) بھی آ جاتے ہیں۔

طریقۂ کار Procedure | سپریم کورٹ صدر جمہوریہ کی منظوری اور پارلیمنٹ کی بنائی ہوئی دفعات کے ماتحت اپنے طریقۂ کار کے لیے ضابطے اور قانون بنا سکتی ہے۔ کورٹ تمام فیصلے ججوں کی کثرت رائے کے مطابق کرے گی۔ اگر کسی جج کو دوسرے ججوں کے فیصلے سے اختلاف ہو تو وہ اپنا اختلافی فیصلہ (Dissenting Judgement)

سنا سکتا ہے۔

سپریم کورٹ کا اختیار چونکہ سپریم کورٹ جمہوریہ ہند کی سب سے بڑی عدالت ہے۔ لہٰذا اس کے فیصلے کی پابندی ملک کی تمام عدالتوں کو کرنی ہوگی۔

سپریم کورٹ کی آزادی سپریم کورٹ کی آزادی برقرار رکھنے کے لئے ہندوستان کے چیف جسٹس یا کوئی دوسرا جج یا افسر جسے وہ ایسا کرنے کی ہدایت کرے گا اس کا حق حاصل ہے کہ وہ کورٹ کا اسٹاف مقرر کرے اور ان ملازمتوں کے لئے شرطیں وغیرہ غرض کہ جملہ قاعدے اور ضابطے بنائے۔ انتظامی اغراض کے لئے اس پر جو کچھ بھی خرچ ہوگا جس میں جملہ اسٹاف کی تنخواہیں، پنشن اور الاونس بھی شامل ہیں وہ سب یونین کے واجب الادا فنڈ سے دیا جائے گا اور اس پر پارلیمنٹ کی رائے نہیں لی جائے گی۔

دوسرا باب

(High Court)

ہائی کورٹ

دستور کی رو سے ہر ریاست میں ایک ہائی کورٹ ہوگا۔ ہر ریاست میں چیف جسٹس کو ملا کر کتنے جج ہوں اس کا فیصلہ صدر جمہوریہ کرے گا چیف ججوں کا تقرر صدر جمہوریہ ہند یونین کے چیف جسٹس اور ریاست متعلقہ کے گورنر کے مشورہ کے بعد کرے گا۔ دوسرے ججوں کے تقرر میں ہائی کورٹ متعلقہ کے چیف جسٹس (Chief Justice) سے مشورہ کیا جائے گا۔

ججوں کا تقرر ۶۵ سال کی عمر تک کے لئے ہوگا یعنی اس عمر پر پہونچنے کے بعد وہ ریٹائر ہو جائیں گے۔ ہندوستان کا ہر وہ شہری جو دس سال تک کسی جوڈیشل عہدہ پر رہ چکا ہو کسی ہائی کورٹ کا ایڈوکیٹ دس سال تک رہ چکا ہو ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا جا سکتا ہے۔

ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کو چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے ججوں کو ساڑھے تین ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ ملے گی اس کے علاوہ الاونس بھی ملیں گے جنہیں صدر جمہوریہ وقتاً فوقتاً طے کرے۔ عہدہ کی مستقلی کو برقرار رکھنے کے لئے دستور میں اس کی صراحت کر دی گئی ہے کہ تقرر کے بعد تنخواہ یا الاونس یا کسی حق میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جائے گی جس سے کہ ججوں کو کسی قسم کا نقصان ہو!

قائم مقام چیف جسٹس اور ریٹائرڈ (Retired) ججوں کے متعلق وہی دفعات ہیں جو سپریم کورٹ میں اس قسم کے ججوں کے تقرر کے متعلق ہیں۔ دستور اور مجلس قانون ساز کے بنائے ہوئے قوانین کے ماتحت ریاستوں میں ہائی کورٹوں کو سابقہ اختیارات حاصل ہیں۔ مالگذاری (Revenue) کے متعلق اب ان کو ابتدائی حق سماعت (Original Jurisdiction) بھی حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ان کو بنیادی حقوق کو جاری کرنے (Enforce) کے لئے پروانے جاری کرنے اور سول (Civil) عدالتوں اور مخصوص عدالتوں (Tribunals) پر نگرانی کرنے اور ماتحت عدالتوں سے اپنے ہاں مقدمات منتقل کر لینے کے اختیارات حاصل ہیں صرف پارلیمنٹ ہی ہائی کورٹوں کے اختیارات کو کم کر سکتی ہے۔ ریاستی مجلس قانون ساز کے کسی ایوان کو اس کا حق حاصل نہیں ہے

تیسرا باب

ماتحت عدالتیں Subbordinate Courts

دستور کی رُو سے ڈسٹرکٹ ججوں کا تقرر ترقی اور تعین Posting گورنر کے ہاتھ میں ہے۔ مگر وہ اس امر میں ہائی کورٹ سے مشورہ کرے گا اس عہدہ یعنی ڈسٹرکٹ جج کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ شخص یونین یا ریاست کی ملازمت میں رہ چکا ہو یا کم سے کم ۷ سال تک ایڈووکیٹ رہ چکا ہو اور اس کی سفارش ہائی کورٹ کر چکا ہو۔ ڈسٹرکٹ ججوں کے علاوہ دوسرے ججوں کا تقرر گورنر ان قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق کرے گا جو وہ ہائی کورٹ اور پبلک سروس کمیشن کے مشورے کے بعد بناتے۔

ہر ہائی کورٹ کو ان سارے علاقوں کی جو اس کے حدود اختیار میں ہیں ان تمام عدالتوں پر نگرانی کا اختیار حاصل ہے اور وہ ماتحت عدالتوں سے کیفیت طلب کر سکتا ہے کسی مقدمہ یا اپیل کو ماتحت عدالت سے اپنے ہاں طلب کر سکتا ہے۔ یا ایک عدالت سے کسی دوسری عدالت کو منتقل کرنے کی ہدایت دے سکتا ہے۔ عام قاعدے بنا سکتا ہے اور جاری کر سکتا ہے۔ ماتحت عدالتوں کے معمولی (Routine) اور کارروائیوں کی تنظیم کے لیے وہ فارم مقرر کر سکتا ہے جس کے مطابق ماتحت عدالتوں کے عہدہ دار رجسٹر اور حساب رکھیں۔ ہائی کورٹ کو اس کا بھی حق حاصل ہے کہ وہ ان فیسوں (Fees) کی شرح مقرر کرے جن کو ماتحت عدالتوں کے ناظر اور تمام اہلکاروں اور حاکموں اور اس میں وکالت کرنیوالے ایڈووکیٹوں اور وکیلوں کو لینے کی اجازت ہو۔

حصہ پنجم

پبلک سروس کمیشن Public Service Commision

دستور نے اس کی کوشش کی ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں ہر فرقہ اور گروہ کے قابل ترین افراد آسکیں اس لئے سرکاری ملازمین کے ایسے ہی حقوق، تنخواہیں، اختیارات اور تقرر کے قاعدے اور ضابطے بھی رکھے ہیں - ان کی رو سے کسی شخص کو محض مذہب، فرقہ، ذات، رنگ یا نسل کی بنا پر سرکاری ملازمت سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ اور اسے حاصل کرنے کے لئے ہر شہری کو برابر کا موقع ملے گا۔

اچھوتوں اور شیڈولڈ میں مندرجہ قبیلوں کے لئے سرکاری ملازمتوں کا کچھ حصہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی کے ساتھ کسی قسم کا امتیازی یا ترجیحی سلوک نہیں کیا گیا ہے۔

ہر جمہوری ملک کی طرح جمہوریہ ہند میں بھی جملہ سرکاری ملازمتوں پر تقرر پبلک سروس کمیشن کرے گا۔ یونین یا مرکزی ملازمتوں کے تقرر کے لئے ایک مرکزی یا (Union Public Service Commision) ہوگا اور ہر ریاست میں بھی ایک کمیشن ہوگا لیکن ایک یا ایک سے زیادہ ریاستیں باہمی رضامندی سے ایک مشترک کمیشن بھی رکھ سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ریاستوں کی درخواست پر یونین پبلک سروس کمیشن ان کی طرف سے یہ کام انجام دے سکتا ہے یونین اور ریاستی پبلک سروس کمیشنوں کا خاص کام یہ ہوگا کہ وہ سرکاری ملازمتوں کے لئے قابل

اور لائق امیدواروں کے تقرر کی سفارش کریں اور ان ملازمتوں کے لیے مقابلے کے امتحانات منعقد کرائیں۔ مرکزی یا یونین ملازمتوں کے تقرر کے بارہ میں جملہ شرطیں یونین پبلک سروس کمیشن طے کرے گا اور جملہ مناسب اور ضروری قاعدے بنائے گا۔ ریاستی ملازمتوں کے بارے میں ریاستی پبلک سروس کمیشن اس قسم کے قاعدے بنائے گا۔ پبلک سروس کمیشنوں کی رائے ان تمام باتوں میں لی جائے گی جو سول ملازمتوں کی بھرتی (Recruitment) کے طریقوں سے متعلق ہوں اور ان ملازمتوں پر مقرر کرنے، ایک ملازمت سے دوسری پر ترقی دینے، تبادلہ کرنے، اور ایسے عہدوں کے لئے امیدواروں کے موزوں ہونے اُن کو ترقی دینے یا ان کا تبادلہ کرنے کے لئے جو اصول بھی برتے جائیں ان سے متعلق ہوں۔ Disciplinary معاملات کی بابت خواہ وہ مرکزی ملازمتوں سے متعلق ہوں خواہ ریاستی ملازمتوں سے اور جن میں ان تمام امور کے بارے میں درخواستیں اور اپیلیں بھی شامل ہوں گی۔ پبلک سروس کمیشن متعلقہ ہی سے رائے لی جائے گی۔

صدر جمہوریہ یونین پبلک سروس کمیشن کے صدر اور دوسرے ممبروں کو اور ریاست کا گورنر ریاستی کمیشن کے صدر اور اس کے ممبروں کو مقرر کرے گا۔ صدر کو اختیار رہے کہ یونین کمیشن کے لئے اور گورنر کو اختیار رہے کہ ریاستی کمیشن کے لئے اپنے اختیار سے ضابطے بنائے اور کمیشن کے ممبروں کی تعداد ان کے عہدوں کی مدت اور ان کی ملازمت کی شرطیں مقرر کرے اور کمیشن کے اسٹاف کی تعداد اور اس کی ملازمت کی شرطوں کے بارے میں قاعدے بنائے۔ عہدہ چھوڑنے پر یونین کمیشن کا صدر نہ ہو سرکار یا کسی ریاستی سرکار کی

کوئی ملازمت قبول نہ کرسکے گا۔ ریاستی کمیشن کا صدر یونین کمیشن کا صدر یا ممبر یا کسی دوسرے ریاستی کمیشن کا صدر بننے کا تو اہل ہوگا مگر ہند سرکار یا کسی ریاستی سرکار میں کوئی دوسرا عہدہ قبول نہ کر سکے گا۔

یونین یا کسی ریاست کے پبلک سروس کمیشن کا خرچ جس میں کمیشن کے ممبروں اور ان کے اسٹاف کی اور ان کے متعلق تنخواہیں، بھتے اور پنشنیں شامل ہیں۔ ہند یونین یا ریاست کی جیسی بھی صورت ہو آمدنی سے دیا جائے گا۔

کمیشن کے ممبروں کو ثابت شدہ بداعمالی (Misbehavior) پر صدر عہدہ سے برطرف کر سکتا ہے۔

(First Schedule) پہلا شیڈول

(State of Indian Union) ہند یونین کی ریاستیں

Part A حصہ الف

Assam.	۱۔ آسام
Bihar.	۲۔ بہار
Bombay.	۳۔ بمبئی
Madhya Prant.	۴۔ مدھیہ پرانت (سابق صوبہ متوسط یا سی۔ پی)
Madras.	۵۔ مدراس
Orissa.	۶۔ اڑیسہ
The Punjab.	۷۔ پنجاب (یعنی سابق مشرقی پنجاب)
Uttar Pradesh	۸۔ اتر پردیش (یعنی سابق صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ یا یو۔ پی)
West Bengal.	۹۔ مغربی بنگال

Part B حصہ ب

Hyderabad.	۱- حیدرآباد
Jammu and Kashmir.	۲- جموں اور کشمیر
Madhya Bharat.	۳- مدھیہ بھارت
Mysore.	۴- میسور
Patiala and East Punjab States Union.	۵- پٹیالہ اور مشرقی پنجاب اسٹیٹس یونین
Rajasthan.	۶- راجستھان
Saurashtra.	۷- سوراشٹر
Travancore-Cochin.	۸- ٹراونکور-کوچین

Part C. حصہ ج

Ajmer.	۱- اجمیر
Bhopal.	۲- بھوپال
Bilaspur.	۳- بلاس پور
Coorg.	۴- کرگ
Delhi.	۵- دہلی
Himachal Pradesh	۶- ہماچل پردیش
Kutch.	۷- کچھ
Manipur.	۸- منی پور
Tripura.	۹- تری پورا
Vindhya Pradesh.	۱۰- وندھیا پردیش

آئین ہند کے متعلق چند حقائق اور اعداد و شمار

(۱) مجلس آئین ساز کے ارکان :- ۳۰۸
(۲) مجلس آئین ساز کا پہلا جلسہ :- ۹ دسمبر ۱۹۴۶ء
(۳) آئین کی منظوری کے لئے آخری نشست :- ۲۶ نومبر ۱۹۵۰ء
(۴) آئین سازی میں جو وقت خرچ ہوا :- ۲ برس ۱۱ ماہ ۱۸ دن
(۵) سیشنوں کی تعداد :- ۱۱
(۶) سیشن دیکھنے کے لئے آنے والوں کی تعداد :- ۵۳۰۰۰
(۷) آئین ساز اسمبلی پر کل خرچ :- ۶۳۹۶۷۲۹ روپیہ
(۸) آئینی مشیر کے مرتبہ آئین کی دفعات و جدول :- ۲۴۳ دفعات اور ۱۳ جدول
(۹) ترتیب مسودہ پیش کردہ مسودہ کمیٹی :- ۳۱۵ دفعات اور ۸ جدول
(۱۰) جس قدر ترمیموں کا نوٹس دیا گیا :- ۷۶۳۵
(۱۱) جو ترمیمیں حقیقتاً پیش کی گئیں :- ۲۴۷۳
(۱۲) آئین کے آخری مسودے کی ترتیب :- ۳۹۵ دفعات اور ۸ جدول

دوسری اقوام کے متعلق اعداد و شمار برائے تقابل

(۱) یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ :- چار ماہ برائے ۷ دفعات
(۲) کینیڈا :- دو سال ۵ ماہ برائے ۱۴۷ دفعات
(۳) آسٹریلیا :- ۹ سال برائے ۱۲۸ دفعات
(۴) جنوبی افریقہ :- ایک سال برائے ۱۵۳ دفعات
(۵) ہندوستان :- ۲ سال ۱۱ ماہ ۱۸ دن برائے ۳۹۵ دفعات و ۸ جدول